﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک09جنوری 2015ء | 18ربیع الاوّل 1436 ہجری قمری ❁ 09صلح 1394 ہجری شمسی | شمارہ02

توحید سے محبت

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری امامت کراتے ہوئے سورۃ فاتحہ کے بعد پہلے ضرور سورۃ اخلاص پڑھتا اور پھر کوئی دوسری سورۃ پڑھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اس سورۃ سے محبت کرتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا: اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن۔ سورۃ اخلاص)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب توکّل پر کام کیا جاوے تو خدا مدد کرتا ہے اور یہ باتیں روحانیت سے پیدا ہوتی ہیں

(حضرت) مفتی محمد صادق صاحبؓ کو فرمایا جبکہ انہوں نے مسٹر ویب کا ایک خط سنایا کہ:

''اُن کو لکھ دو کہ **عمر گزرتی جاتی ہے جو کرنا ہے اب کر لو۔** دن بدن قُویٰ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ دس برس پہلے جو قُویٰ تھے وہ آج کہاں ہیں؟ گزشتہ کا حساب کچھ نہیں۔ آئندہ کا اعتبار نہیں۔ جو کچھ کرنا ہو آدمی کو موجودہ وقت کو غنیمت سمجھ کر کرنا چاہیے۔ **اب اسلام کی خدمت کر لو۔** اوّل واقفیت پیدا کرو کہ ٹھیک اسلام کیا ہے؟ **اسلام کی خدمت جو شخص درویشی اور قناعت سے کرتا ہے وہ ایک معجزہ اور نشان ہو جاتا ہے۔** جو جمعیت کے ساتھ کرتا ہے اس کا مزا نہیں آتا کیونکہ توکل علی اللہ کا پورا لُطف نہیں رہتا۔ اور جب توکّل پر کام کیا جاوے تو خدا مدد کرتا ہے اور یہ باتیں روحانیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب روحانیت انسان کے اندر پیدا ہو تو وہ وضع بدل دیتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح پر صحابہؓ کی وضع بدل دی۔ یہ سارا کام اُس کشش نے کیا جو صادق کے اندر ہوتی ہے۔ یہ خیالات باطل ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ ہو تو کام چلے۔ خدا تعالیٰ پر توکّل کر کے جب ایک کام شروع کیا جاوے اور اصل غرض اس کے دین کی خدمت ہو تو وہ خود مددگار ہو جاتا ہے اور سارے سامان اور اسباب بہم پہنچاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 287۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تکالیف کے ازالہ کا طریق

ایک شخص نے اپنی خانگی تکالیف کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ: ''پورے طور پر خدا تعالیٰ پر توکّل، یقین اور امید رکھو تو سب کچھ ہو جائے گا اور **ہمیں خطوط سے ہمیشہ یاد کراتے رہا کرو، ہم دعا کریں گے۔''**

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 550۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

سر دَرد کا ایک علاج

''ایک صاحب نے عرض کی کہ میرے سر میں درد رہتا ہے۔ گرمی کے وقت سخت تکلیف رہتی ہے دعا فرمائی جائے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا: علاج بھی کِیا ہے؟ اس نے عرض کی ہاں کیا ہے مگر فائدہ نہیں ہوا۔ فرمایا کہ: ہڈیوں کا شوربہ پیا کرو۔ ہڈیاں ایسی لیں جن میں کچھ گوشت چمٹا ہوا ہو۔ ان کو اُبال کر شوربہ ٹھنڈا کرو کہ چربی جم جائے۔ اس چربی کو نکال دو۔ باریک رومال پانی میں تر کر کے شوربہ اس میں چھانو کہ چربی اس میں لگ جائے اور خالص شوربہ رہ جائے وہ پیا کرو۔ ہم دعا بھی کریں گے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 543۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

سچّا ہادی جو کمزوری دیکھتا ہے اس کی اصلاح کرتا ہے

''جو شخص خدا کی طرف سے مامُور ہو کر آتا ہے اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی کمزوری کو دور کرے۔ سچا ہادی کبھی خیانت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس طرز اور چال پر کوئی چلے خواہ اُس کی زندگی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہی ہو وہ پروانہ کرے، تو سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے اصلاح کے لئے نہیں آیا بلکہ شیطان اس کا قرین ہے۔ سچّا ہادی جو دیکھتا ہے اس کی اصلاح کرتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ کسی کی ذلّت اور رُسوائی نہیں کرنا چاہتا، مگر مریض کے امراض کو شناخت کر کے ان کا علاج بتاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 283۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

علاج کی پانچ صورتیں

''علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں۔ دوا سے، غذا سے، عمل سے، پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے۔ ایک پانچویں قسم بھی ہے جس سے سلبِ امراض ہوتا ہے، وہ توجّہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السّلام اسی توجّہ سے سلبِ اَمراض کیا کرتے تھے۔ اور یہ سلب اَمراض کی قوت مومن اور کافر کا امتیاز نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کے لئے نیک چلن ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 280۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نبی اور عام لوگوں کی توجہ میں فرق۔ نبی کی توجہ سے سلبِ ذنوب بھی ہوجاتا ہے

''نبی اور عام لوگوں کی توجّہ میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ نبی کی توجہ کسبی نہیں ہوتی۔ وہبی ہوتی ہے...... توجّہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے سلبِ ذنوب بھی ہو جاتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجّہ اور مسیح علیہ السلام کی توجّہ میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی توجّہ سے تو سلبِ اَمراض ہوتا تھا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجّہ سے سلبِ ذُنوب ہوتا تھا۔ اور اس وجہ سے آپؐ کی قوت قدسی کمال کے درجہ پر پہنچی ہوئی تھی''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 280۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دعا بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے۔ حکیم اور ڈاکٹروں کو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہیے

''دعا بھی توجّہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے۔ توجّہ کا سلسلہ کڑیوں کی طرح ہوتا ہے۔ جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں ان کو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہیے۔ مسیح کی توجّہ چونکہ زیادہ تر سلبِ اَمراض کی طرف تھی اس لئے سلبِ ذُنوب میں وہ کامیابی نہ ہونے کی وجہ یہی تھی کہ جو جماعت انہوں نے تیار کی وہ اپنی صفائی نفس اور تزکیہ باطن میں ان مدارج کو پہنچ نہ سکی جو جلیل الشان صحابہ کو ملی۔ اور یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی با اثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلبِ ذُنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اُس وقت میں رکھتی تھی۔ مسیح اس میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 280۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے 123ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد

اختتامی اجلاس میں امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست شمولیت اور بصیرت افروز اختتامی خطاب۔ اسلامی جہاد سے متعلق غیر احمدی مسلمانوں کے غلط تصورات کی قوی دلائل سے تردید۔ اسلامی جہاد کی حقیقت کا تذکرہ اور اس پہلو سے افراد جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔

ہم جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے، ہمارا کام ہے کہ اسلام کی خدمت کا حق ادا کرتے ہوئے آج یہ عہد کرتے ہوئے اٹھیں کہ ہم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا نمونہ بننا ہے۔ ہر سطح پر محبت، پیار، بھائی چارہ، سلامتی اور امن کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ دنیا کو حقیقی اسلامی تعلیم کے بارے میں بتانا ہے۔ دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے اور ربّ العالمین کا اِدراک دنیا کو دیتے ہوئے انسانیت کو محبت، پیار اور بھائی چارے کے اُسلوب سکھانے ہیں۔ محبتوں کو بکھیرنا ہے اور نفرتوں کو دُور کرنا ہے۔

قادیان میں جلسہ میں 37 ممالک کے 18 ہزار 700 سے زائد افراد کی شمولیت۔ بیت الفتوح لندن میں جلسہ کے اختتامی اجلاس کی حاضری 5 ہزار 400 سے زائد رہی۔ دنیا کے مختلف ممالک میں کروڑوں احمدی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

〈رپورٹ: ابولبیب〉

(لندن۔ 28 دسمبر 2014ء) جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا 123واں جلسہ سالانہ بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بستی قادیان دارالامان میں 26، 27، 28 دسمبر 2014ء کو اپنی تمام تر عظیم الشان اسلامی روایات کے ساتھ بخیر وخوبی منعقد ہوا جس میں 37 ممالک کے 18 ہزار سے زائد افراد نے شمولیت کی سعادت پائی اور نہ صرف جلسہ سالانہ کی ایمان افروز علمی و تربیتی تقاریر سے مستفید ہوئے بلکہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدّس ہاتھوں سے جاری ہونے والے اس للّٰہی جلسہ کے روحانی ماحول اور قادیان کے متبرّک مقامات اور شعائر کی زیارت اور اپنے مومن بھائیوں سے ملاقات اور ذکر الٰہی اور دعاؤں کے خاص ماحول سے خوب فائدہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے جلسہ سے واپس ہوئے۔

قادیان دارالامان میں منعقد ہونے والا یہ جلسہ اُس وقت ایک عالمی جلسہ میں تبدیل ہو گیا جب اس کے اختتامی اجلاس کی کارروائی طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام عالم میں براہ راست نشر کی گئی۔ جلسہ کا یہ سیشن گویا جلسے کا معراج تھا کیونکہ اس اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت کے ساتھ ہوا اور آپ نے نہایت بصیرت افروز خطاب اور دعا کے ساتھ اس کا اختتام فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن کے وقت کے مطابق ٹھیک ساڑھے دس بجے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ کی طاہر ہال میں تشریف آوری پر لندن اور قادیان سے نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے حاضرین نے پُرجوش استقبال کیا۔ اس نہایت مبارک اجلاس میں شمولیت کے لئے نہ صرف یوکے بلکہ یورپ کے کئی ممالک سے بھی احباب خاص طور پر تشریف لائے تھے اور حضور انور کی آمد سے قبل ہی طاہر ہال اور بیت الفتوح کے بعض دیگر ہال اور مسجد میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی مرد وزن چھوٹے بڑے جمع ہو چکے تھے۔ اس اجلاس میں تلاوت قرآن کریم کی سعادت ہمارے نہایت مخلص فلسطینی عرب احمدی مکرم ہانی طاہر صاحب کو حاصل ہوئی۔ آپ نے سورۃ الاعراف کی آیات 157 تا 159 کی تلاوت کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالمومن طاہر صاحب مبلغ سلسلہ (انچارج عربک ڈیسک) نے ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ یاد رہے کہ اس اجلاس کی تمام کارروائی کا انگریزی، عربی، فرنچ، جرمن، بنگلہ وغیرہ زبانوں میں رواں ترجمہ ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر ہوا۔ اس کے علاوہ قادیان میں جلسہ میں شامل مہمانوں کے لئے بعض مقامی و دیگر زبانوں میں بھی رواں ترجمہ کی سہولت مہیا کی گئی تھی جن میں سے ایک رشین زبان بھی تھی۔

تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد مکرم سید عاشق حسین صاحب نے قرآن مجید کی شان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام

از نور پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دِلہا باد صبا وزیدہ

سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھے اور بعد ازاں ان کا اردو ترجمہ بھی سنایا۔ اس کے بعد عزیزم طاہر احمد خالد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یوکے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منظوم اردو کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

کے چند اشعار مترنّم آواز میں پڑھے۔

اس نظم کے اختتام پر اس جلسہ سالانہ کا وہ مبارک لمحہ آیا جب امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس اس عالمی جلسہ کے شرکاء سے اختتامی خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ اس موقع پر لندن اور قادیان سے بلند ہونے والے پُرجوش اسلامی نعرے بلند کئے گئے۔ ایم ٹی اے پر لندن اور قادیان سے مختلف مناظر براہ راست دکھائے جارہے تھے جو دلوں میں ایمانی جوش اور حرارت پیدا کررہے تھے۔ قادیان سے بلند ہونے والی آسمانی آواز آج ساری دنیا میں گونج رہی تھی اور نہ صرف آواز بلکہ قادیان کے مقدّس مقامات اور وہاں جلسہ کے شرکاء کے دلفریب نظارے بھی مومنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلوب کی تسکین کے سامان کررہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے نعروں کے اختتام پر سب سے پہلے تمام حاضرین و ناظرین کو 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کا محبت بھرا پیغام دیا اور پھر تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ جلسہ کے اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا۔ حضور انور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے دوران اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کے کلمات کو خاص طور پر دہرایا۔ یقیناً اس موقع پر دل اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے ان نظاروں کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز تھے۔

حضور انور نے 26 دسمبر 2014ء کے خطبہ جمعہ میں

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر331

مکرم فوزی الشویکی صاحب

مکرم فوزی الشویکی صاحب کا تعلق القدس کے ایک متدیّن گھرانے سے ہے۔ان کے ایک کزن ابراہیم الشویکی صاحب پہلے ہی احمدی ہو چکے تھے۔انہوں نے ہی نہایت حکمت سے اِنہیں تبلیغ کی جو ان کی راہنمائی کا موجب ٹھہری۔کچھ عرصہ سے انہیں شنوائی میں دشواری کا عارضہ لاحق ہوا جو باوجود علاج کرانے کے بڑھتا رہا اوراب ان کی شنوائی مکمل طور پر ختم ہوچکی ہے۔گو ظاہری کانوں کی شنوائی کم تھی لیکن دل زندہ تھا اورروح میں سچائی پانے کی تڑپ تھی اس لئے انہوں نے دل کے کانوں سے امام الزمان کی آواز سن لی اوراسے پہچان لیا۔وہ اپنے سفر کی داستان کا احوال کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

قیامِ خلافت کی تمنّا

بچپن سے ہی مجھے صوم وصلوٰۃ اور دینی امور میں گہری دلچسپی تھی۔ پندرہ سال قبل ہمارے ملک میں حزبُ التحریر بہت وسیع پیمانے پر پھیل چکا تھا۔مجھے یقین تھا کہ یہ جماعت خلافت قائم کرنے کی اہل ہے اور ایسا کر کے رہے گی۔ چنانچہ مَیں بھی اس میں شامل ہوگیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ اس جماعت کے زعماء کے پاس بلند وبانگ دعووں اور بڑے بڑے نعروں کے سوا کچھ نہیں۔ وہ اپنے فرائض ادا کرنے کی بجائے مجبور ومقہور عوام کو ان کی حکومتوں کے خلاف ابھارتے ہیں جو کہ سراسر فساد فی الارض کے مترادف ہے۔ یہ تماشا دیکھ کر مَیں نے حزب التحریر سے علیحدگی اختیار کرلی۔

امام مہدیؑ کا ظہور ہو چکا

کئی سال گزر گئے اور مَیں اسی انتظار میں رہا کہ شاید کوئی ایسا واقعہ ہوجائے جو ہمیں عصرِ حاضر کے عذابوں سے رہائی دے جائے۔میری چھٹی حس کہتی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے لیکن جو ہوا اس کی توقع ہرگز نہ تھی۔

ہوا یوں کہ ایک روز میرے احمدی کزن ابراہیم الشویکی میرے گھر آئے اور ہم حسبِ عادت مختلف امور کے بارہ میں تبادلہ خیال کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں جماعت احمدیہ کا بھی ذکر آ گیا۔مَیں اور میرے دیگر بھائی اس بارہ میں کچھ نہ جانتے تھے اس لئے ہم جماعت کے عقائد کے بارہ میں بات کر کے ہنستے اور بعض آیات واحادیث پیش کر کے کہتے کہ ایسا ہونا محال ہے؟ کچھ دیر کے بعد ابراہیم الشویکی صاحب کہنے لگے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا نزول ہو چکا ہے۔اوراب تو ان کی وفات پر بھی سوسال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے۔

مَیں نے کہا کہ یہ کیا بات کر رہے ہو؟ نہ مسلمان ممالک غاصبانہ تسلط سے آزاد ہوئے، نہ دجال اور یاجوج وماجوج کا خاتمہ ہوا، پھر کیسے یقین کرلیا جائے کہ امام مہدی ومسیح موعود کا نہ صرف ظہور ہو چکا ہے بلکہ ان کی وفات پر بھی سوسال گزر گئے ہیں؟

ابراہیم صاحب نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کی کتابیں تمہیں لا دیتا ہوں، انہیں پڑھ کر تم خود فیصلہ کر سکتے ہو۔میرے بھائیوں نے تو کتب لینے سے انکار کر دیا جبکہ مَیں نے کتب لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔چنانچہ پہلی کتاب جو مجھے دی گئی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصنیف ’’مکتوب احمد‘‘ تھی جسے مَیں نے پڑھنا شروع کیا تو ختم کئے بغیر اسے رکھ نہ سکا۔پھر دوسری کتاب ’القول الصریح‘ تھی۔ یہ کتاب پڑھ کر میں بہت جز بز ہوا۔مَیں بار بار اس میں موجود آیات واحادیث کو پڑھتا کہ شاید کہیں کوئی شک وشبہ کی بات یا کمزور دلیل مل جائے لیکن سب دلائل ایک محکم ترتیب کے مطابق درج کئے گئے تھے۔اس کتاب نے مجھے پریشان کر دیا۔ میں اکثر کسی گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر ان تمام امور پر غور کرنے لگا۔اسی عرصہ میں ابراہیم صاحب نے مجھے اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ دیا جسے پڑھ کر میرے دل سے ہر شک وشبہ جاتا رہا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ موعود ہے جس نے اسلامی تعلیمات کو صحیح شکل اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے اور یہی وہ جماعت ہے جو حقیقی طور پر اسلامی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے کی اہل ہے۔ اس کے بعد میرے کزن نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ کا عربی ترجمہ دیا جسے پڑھ کر میں نعرہ تکبیر بلند کئے بغیر نہ رہ سکا۔لیکن ساتھ ہی حیران بھی تھا کہ اتنی بڑی بات اتنے لمبے عرصہ تک کیسے چھپی رہی؟

بہرحال مَیں نے ابراہیم صاحب سے جماعت کی دیگر کتب کا مطالبہ کیا تو انہوں نے تفسیر کبیر کی پہلی سات جلدیں مجھے لادیں۔ جہاں اس خزانے نے مجھے علمی طور پر مالا مال کر دیا وہاں میرے سینے میں ایسے کنوز کے مطالعہ کی تڑپ مزید بڑھ گئی۔

غور وفکر اور تحقیق

میں بے شمار سوچوں میں گم رہنے لگا۔ جب بھی میرے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہوتا تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی کتب کی طرف رجوع کرتا اور وہاں سے مجھے ایسا اطمینان بخش جواب ملتا کہ روح کی گہرائی تک تسلّی ہو جاتی۔مَیں نے ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ کے ترجمہ اور ’القول الصریح‘ کا بار بار مطالعہ کیا۔اب شاید فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی تھی اور یہ فیصلہ میرے لئے بہت اہمیت کا حامل تھا۔تین ماہ کے لئے فکری اعتبار سے میری یہ کیفیت تھی کہ گویا میرے اہل خانہ کسی اوروادی میں اور میں کسی اوروادی میں تھا۔ازاں بعد مجھے خیال گزرا کہ میرا ایک کزن مولوی ہے اوراس کا تعلق بھی حزب التحریر سے ہے مجھے اس سے بات کرنی چاہئے۔ مَیں اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے مولوی کزن کے پاس چلا گیا۔اس نے کہا کہ جماعت احمدیہ جھوٹوں اور دجالوں کا ٹولہ ہے۔ مجھے اس کی باتوں میں جماعت کے خلاف کوئی مضبوط دلیل نہ ملی۔ اسی دوران مجھے ابراہیم الشویکی صاحب کے ذریعہ جلسہ سالانہ کبابیر میں شمولیت کا دعوت نامہ ملا۔مجھے اس موقعہ کا بشدت انتظار تھا کیونکہ میں اس جماعت کے افراد سے مل کر اپنی تحقیق کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانا چاہتا تھا۔چنانچہ ہم کبابیر پہنچے تو وہاں ہمارا استقبال کرنے والوں میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب اور ہانی طاہر صاحب شامل تھے۔میں نے تو انہیں رسمی سا سلام کیا لیکن ان کی طرف سے محبت سے بھر پور معانقہ میرے دل میں اپنائیت کا عجیب احساس پیدا کر گیا۔

بیعت

ملنے کے بعد ہم ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوئے جس کی دیوار پر کچھ شخصیات کی بڑی تصاویر آویزاں تھیں۔ان میں ایک تصویر بڑی تھی اور وہ شخص سب سے زیادہ خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔مجھے یقین ہوگیا کہ یہی امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ہے۔ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ایک قدآور شخص کمرے میں داخل ہوا، جو اپنی مسکراہٹ، کشادہ دلی اور غیر معمولی محبت کی وجہ سے میرے دل میں اتر گیا۔یہ مکرم محمد شریف عودہ صاحب تھے۔ اس مجلس میں سوال وجواب ہوئے لیکن شاید میری تسلّی اس سے پہلے ہی ہوچکی تھی۔ وہ رات میں نے بے چینی میں گزاری۔ اگلے روز نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا تو امیر صاحب کبابیر نے مجھے مہمانوں کی پہلی صف میں لا بٹھایا۔ جلسہ کی کارروائی کا اختتام ہوا تو میں نے اپنے کزن سے کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔اس نے امیر صاحب، مصطفیٰ ثابت صاحب، اور ہانی طاہر صاحب کو بتادیا۔ان کے علاوہ بھی بہت سے احمدی احباب وہاں جمع ہوگئے۔ میں نے شرائط بیعت کے مطالعہ کے بعد بیعت فارم پُر کر دیا اور جونہی دستخط کئے تو ہر طرف سے اللہ اکبر اور مبارکباد کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔کہیں ہاتھ بڑھے تو کہیں معانقہ کے لئے سینے آگے آئے۔محبت اور اپنائیت کے یہ جذبات میری آنکھوں میں اشکوں کے سمندر کھینچ لائے۔

مخالفت اور ثبات

اگلے روز واپس القدس پہنچا اور اپنے احمدی ہونے کے بارہ میں بتایا تو میری اہلیہ نے مخالفانہ رویّہ اپنا لیا۔اس نے استہزاء بھی کیا اور بُرا بھلا بھی کہا لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ دوسال تک زندگی کی گاڑی اسی ڈگر پر چلتی رہی۔اس دوران مَیں جب بھی کبابیر جا کر احباب سے ملا یہ میرے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا۔لیکن ہر بار میرے اہل واقارب مجھ سے نفرت اور تکفیر میں بڑھتے گئے، یہاں تک کہ انہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان میں بھی گستاخی شروع کر دی۔اس کی وجہ ہمارا وہ مولوی کزن تھا جس کا ذکر مَیں کر آیا ہوں۔اس نے جماعت کے خلاف کتاب لکھی تھی۔اس نے نہ صرف یہ کہ سارے خاندان میں میرے خلاف نفرت کی مہم چلائی بلکہ سارے علاقے کے لوگوں میں بھی مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔

ہمارے اس مولوی کزن نے بالآخر میرے خلاف تکفیر بازی اور دھمکیوں کی انتہا کر دی اور مجھے میرے گھر سے نکالنے اور بچوں سے جدا کرنے کی دھمکی دے دی۔ میں نے کہا کہ جو کر سکتے ہو کر گزرو، اگر آپ میرے بچوں کو میری آنکھوں کے سامنے بھی ذبح کر دو تب بھی میں اس راستے سے سرِمُو انحراف کرنے والا نہیں ہوں۔

اس مولوی کزن نے میرے اور ابراہیم الشویکی صاحب کے خلاف باقی تمام افرادِ خاندان میں نفرت پھیلانے کے لئے سرتوڑ کوششیں شروع کر دیں اور بہت حد تک وہ کامیاب بھی ہوگیا کیونکہ ابراہیم الشویکی صاحب کو اس مخالفت کی وجہ سے اپنے خاندان کے ساتھ کبابیر منتقل ہونا پڑا۔یوں وہ ان کی شرارتوں سے امن میں آ گئے۔

بڑا بھائی۔۔ بڑا مخالف

ہماری اپنی فیملی میں میرا بڑا بھائی میری مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اس نے میری بیوی اور دیگر بھائیوں کو میرے سامنے بیٹھ کر میرے خلاف ابھارا لیکن میں خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور آپ کی وفات کے بارہ میں طرح طرح کی من گھڑت اور اہانت آمیز کہانیاں سنانی شروع کیں تو مجھ سے رہا نہ گیا اور مَیں نے دعا کی کہ اے خدایا تو سب جانتا ہے، تُو انہیں اس طریق پر سمجھا کہ انہیں ان کی غلطی کا احساس ہوجائے۔

وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامًا فرمایا تھا کہ: اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ اس نے یہاں بھی اس وعدہ کو پورا فرمایا اور میرے بڑے بھائی کو اچانک پہلے جگر کی اور پھر شوگر کی تکلیف لاحق ہوگئی۔ اس کے باوجود اس کی زبان گند بکتی رہی۔

عید آئی تو معروف طریق کے مطابق میں عید کی مبارکباد دینے کے لئے اس کے گھر چلا گیا۔اس وقت اس کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ اٹھ کے بیٹھ بھی نہیں سکتا تھا، اسے اسہال کی شکایت تھی اور کمزوری کی وجہ سے اٹھنا محال تھا جس کی وجہ سے بستر پر ہی گندگی میں پڑا تھا۔یقیناً اس کی یہ حالت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے پر ایک سزا تھی۔ مجھے اس کی حالت پر رحم آیا اور میں اسے ہسپتال لے گیا۔پھر جب وہ کچھ ٹھیک ہوا تو میں نے اسے رُوبصحت ہونے پر مبارکباد دی لیکن وہ اپنے عناد پر قائم رہا۔ بہرحال مخالفت کے ساتھ ساتھ بڑے بھائی کی بیماری بھی بڑھتی رہی بالآخر ایک دن وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ہم اسے ہسپتال لے گئے۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر میرا دل بھی دکھ سے بھر آیا اور میں نے اس کی شفا کے لئے نہایت تضرع کے ساتھ دعا کی۔اس کے بعد میں ہسپتال گیا تو اس وقت اسے ہوش آ چکا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تو اس نے غصے سے تلملا کر گالی دیتے ہوئے مجھے کہا کہ: اپنا ناپاک ہاتھ میرے ماتھے سے ہٹا لے۔ مجھے اس کے اس رویّے سے کچھ تکلیف نہ ہوئی کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ وہ بیمار ہے۔اس کی اس حالت کے پیشِ نظر ہسپتال والوں نے اس کا جگر تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔لیکن جگر میسر آنے تک انتظار کرنا تھا جبکہ ایسے میں خطرہ تھا کہ کہیں اس سے قبل ہی اس کی وفات نہ ہو جائے۔ انتظار کرتے کرتے مایوسی بڑھنے لگی اور صحت بھی دن بدن گرتی چلی گئی حتی کہ میرے بھائیوں نے کفن وغیرہ کا انتظام بھی کرلیا کیونکہ اب حالت یہ تھی کہ اس کی کسی وقت بھی وفات ہوسکتی تھی۔ ایسے میں مَیں نے پھر بڑے تضرّع کے ساتھ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں دکھایا کہ میرے بڑے بھائی کے لئے جگر مل گیا ہے۔ چنانچہ اسی روز ہی ہسپتال سے پیغام آ گیا کہ جگر مل گیا ہے اور آپریشن کے لئے آ جائیں۔ میں نے رؤیا کی بناء پر پورے یقین سے کہہ دیا کہ انشاء اللہ سب ٹھیک ہوجائے گا اور کوئی پیچیدگی نہیں ہوگی۔ الحمدللہ ایسا ہی ہوا اور اب میرا یہ مخالف بھائی بالکل صحتمند ہے۔

میرے اس بھائی کی اہانت آمیز مخالفت کے بالمقابل دعائیں اور احسان کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اس کا دل بدل دیا ہے۔ اور وہ اب میری مخالفت نہیں کرتا۔ میرے لئے یہ کسی نشان سے کم نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

''تم وہ بیج ہو جس سے ایسا عظیم الشان درخت اُگنے والا ہے جس کے سایہ میں تمام دنیا آرام پائے گی''

(خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

[حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے 26 دسمبر 1932ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر جو افتتاحی خطاب فرمایا وہ ہدیۂ قارئین ہے۔]

....

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ

بہترین افتتاحیہ تو وہی ہے جس سے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کو شروع کیا اور جس کا نام خود اس نے سورۃ فاتحہ رکھا۔ اس سے بہتر کوئی افتتاحی کلام نہیں ہوسکتا اور اس سے بہتر کوئی جامع دعا نہیں ہوسکتی۔ اس کے مطالب اتنے وسیع اور اس کے اندر مخفی اسرار اتنے لاتعداد ہیں کہ انسانی ذہن ان کا اندازہ ہی نہیں کرسکتا۔ وہ ابدالآباد تک کی ترقیات جو بہتر سے بہتر انسان کے لئے، نبیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ نبیوں کے سردار کے لئے مقرر ہیں، وہ بھی اس سورۃ فاتحہ کے اندر آجاتی ہیں۔ کیونکہ انسانی سلوک کے انتہائی منازل اور ان کے متعلق ضروری ہدایات ساری کی ساری ان مختصر سی سات آیات میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہیں۔ پس سورۃ فاتحہ کو مَیں اس جلسہ کے افتتاح کے لئے پڑھتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ افتتاحیہ جو اس کی طرف سے عطا ہوا ہے، اس کے اندر جو ضروری ہدایات ہمارے متعلق ہیں، ان کو پورا کرنے کی ہمیں توفیق دے اور ان کے جواب میں جو اہم وعدے ہیں اس کا فضل محض رحمت سے وہ وعدے پورے کردے۔

ہم لوگ جس بے سروسامانی کے ساتھ آج کل اس جگہ پر جمع ہوتے ہیں، دنیاداروں کی نگاہوں میں وہ ترقی کی علامت نہیں۔ ہمارے کمروں اور جلسہ گاہ میں بچھی ہوئی کسیر کو دیکھ کر، ہمارے کھلے ہوئے سٹیج کو دیکھ کر، ہمارے ان شہتیروں کو دیکھ کر جن کا نام ہم بنچ رکھ لیتے ہیں۔ وہ ہم پر مسکراتے اور کہتے ہیں، یہ ہے وہ جماعت جو دنیا کو خدا کے لئے فتح کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ مگر ہماری حالت کے متعلق ان کی ہنسی ویسی ہے جیسی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے ساتھ کوفہ والوں نے کی تھی۔ کوفہ کے لوگ بعض اسباب کی وجہ سے فتنہ کی طرف مائل ہو جاتے اور جلد جلد اپنے گورنر بدلوانے کے لئے عرضیاں دینے لگ جاتے۔ بعض صحابہ نے حضرت عمرؓ سے کہا بھی کہ یہ لوگ شرارت کرتے ہیں، ان کی بات نہ مانی جائے۔ مگر انہوں نے فرمایا: جب ان کو اپنے حاکموں پر تسلی نہیں ہوتی تو ہم بدل دیں گے۔ مگر اب کے ایسا حاکم بھیجا جائے گا جس کے بدلنے کی کوشش نہ کریں گے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ ان کا ذکر اگرچہ مسلمانوں کی کتابوں میں کم آتا ہے لیکن ولایت میں ان کی خاص شہرت ہے۔ وہاں کی ریڈروں میں Sagacious (یعنی ہوشیار اور دانا۔ ناقل) قاضی ان کا نام آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب ان کو گورنر مقرر کیا تو ان کی عمر 19، 20 سال کے قریب تھی۔ جب وہ گئے اور کوفہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ایک نوجوان لڑکا گورنر مقرر ہو کر آرہا ہے تو انہوں نے کہا ''گُربہ کشتن روزِ اوّل'' پر عمل کرنا چاہئے اور پہلے ہی دن ایسی خبر لینی چاہئے کہ اسے پتہ لگ جائے کہ کوفہ والوں پر حکومت کرنا آسان نہیں۔ اس بات کو مدّنظر رکھ کر انہوں نے ایک بڑا جلوس تیار کیا جو کوفہ سے ایک منزل آگے جاکر ان سے ملا۔ اس میں انہوں نے اپنے بڑے بڑے عمائدین اور سرداروں کو شامل کیا جنہوں نے بڑی بڑی جنگوں میں حصہ لیا تھا۔ انہوں نے بڑے مظاہرہ کے ساتھ ان کو پیش کیا اور بڑی تعظیم کے ساتھ ان کا نام لیتے اور بڑے ادب سے انہیں سلام کرتے۔ جس سے مطلب یہ تھا کہ ایسے بڑے بڑے سردار ہم میں ہیں، ان کے مقابلہ میں تمہاری کیا حیثیت ہے کہ ہم پر حکومت کر سکو۔ انہوں نے تجویز یہ کی کہ مجلس میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے عمر پوچھیں اور اس طرح انہیں مرعوب کریں۔ آخر جب دربار لگا تو ایک شخص جس کو اس بات کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس نے پوچھا آپ کی عمر کیا ہے؟ عبدالرحمٰن ان کی بات سمجھ گئے۔ انہوں نے کہا میری عمر پوچھتے ہو؟ میری عمر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زید کو لشکرِ شام کا سردار مقرر کیا تھا جس میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی شامل تھے، اس وقت ان کی جو عمر تھی اس سے دو سال زیادہ ہے۔ اسامہ کی عمر اُس وقت 17، 18 سال کی تھی۔ اس طرح انہوں نے بتایا کہ اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہو کہ تم میں بڑے بڑے آدمی ہیں اور مَیں نوجوان ہوں تو یاد رکھو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بڑے لوگ تم میں نہیں ہیں۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ میں اتنی چھوٹی عمر کا انسان انتظام کس طرح کروں گا۔ تو سن لو اسی طرح کروں گا جس طرح اسامہ بن زید نے کیا تھا۔ اس بات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وقت سے ان لوگوں نے فیصلہ کرلیا کہ جب تک یہ گورنر ہے اس وقت تک مخالفت میں کچھ نہ کیا جائے۔

تو جو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے جواب دیا تھا وہی مَیں اس وقت دوں گا۔ بے شک ہماری موجودہ حالت کمزوری اور ناتوانی کی حالت ہے اور دنیا جن کو زینت کے سامان سمجھتی ہے، وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ لیکن ہماری جماعت کی کمزوری کی جو حالت ہے اس سے زیادہ کمزور اس وقت تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے فتوحات کے وعدے دیئے اور اس سے زیادہ کمزوری ان مجالس میں پائی جاتی تھی جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو فتح کرنے کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

اس حالت کا نقشہ ایک فرانسیسی مصنف نے نہایت ہی عجیب رنگ میں کھینچا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ میں مذہب کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا اور نہ کسی مذہب کو مانتا ہوں۔ مگر جب میں ایک بات پر غور کرتا ہوں تو میرا دل کہتا ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک چھوٹی سی کچی مسجد میں جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت پڑی تھی۔ اور ایسی چھت کہ ذرا بارش برسنے پر پانی اندر آجاتا اور جب وہ لوگ نماز پڑھتے تو کیچڑ میں سجدے کرتے۔ ان کے لباس کی یہ حالت تھی کہ کسی کے پاس اگر کُرتا ہے تو پاجامہ نہیں اور اگر پاجامہ ہے تو کُرتا نہیں۔ سامان جنگ سے بھی بالکل تہی دست ہیں۔ ایسی حالت میں ایک باوقار انسان وہ بھی ان ہی جیسا لباس پہنے ہوئے ہے، ان میں بیٹھا ہے اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ سننے والے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ گویا وہ کوئی ایسی بات سن رہے ہیں جو مستقبل قریب سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ بات جب مَیں سنتا ہوں تو وہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو فتح کرنے کا ذکر ہے۔ جب میں یہ نقشہ دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اس وقت ان کو پاگل سمجھا جاتا مگر وہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر قابض ہو گئے۔ اور جو باتیں وہ نہایت کمزوری اور بے سروسامانی کی حالت میں کرتے تھے وہ پوری ہوگئیں۔

وہی وعدے خدا تعالیٰ نے اب پھر دُہرائے ہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُ مِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَّآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الجمعة:3-4)

وہی خدا جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وعدے کئے۔ اُسی نے اِس زمانہ میں پھر وعدے کئے ہیں اور ان وعدوں میں یَلْحَقُوْا بِهِمْ کو بھی شامل کرلیا ہے۔ ہم یہاں اسی یقین اور وثوق سے جمع ہوتے ہیں اور اسی یقین سے جمع ہونا چاہئے۔ آپ لوگوں میں سے کوئی فرد یہ خیال نہ کرے کہ یہاں آنا معمولی بات ہے اور یہ مجلس دنیا کی مجالس کی طرح معمولی مجلس ہے۔ کیونکہ یہ خیال کرنے والا شخص خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان نہیں رکھتا اور وہ مومن نہیں ہوسکتا جو یہ یقین نہ رکھے کہ ہم یہاں نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

یاد رکھو تم وہ بیج ہو جس سے ایسا عظیم الشان درخت اُگنے والا ہے جس کے سایہ میں تمام دنیا آرام پائے گی۔ تمہارے قلوب وہ زمین ہے جس سے خدا تعالیٰ کی مغفرت کا پودا پھوٹنے والا ہے۔ اگر دنیا یہ بات نہیں دیکھ سکتی تو وہ اندھی ہے۔ اور اگر خدا کے وعدوں کو نہیں سنتی تو بہری ہے۔ مگر تم نے خدا تعالیٰ کے وعدوں کو سنا اور ان کو پورے ہوتے دیکھا۔ تم میں سے ہر فرد جس نے خدا کے مسیح کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خواہ براہ راست کی، خواہ خلفاء کے ذریعہ، وہ آدم ہے جس سے آئندہ نئی نسلیں چلیں گی۔ تم خدا کی وہ خاص زمین ہو جس پر اس کی رحمت کی بارش برسے گی۔ تمہیں خدا تعالیٰ وہ درخت بنائے گا جس کے ساتھ ہر سعید بیٹھے گا اور جو تم کو چھوڑے گا وہ نہ دنیا میں آرام پائے گا نہ آخرت میں۔

پس تمہارا کام معمولی کام نہیں۔ تم اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھ کر اور دعا کر کے شروع کرو۔ اس چھوٹے سے اجتماع کو جسے بارش کی چند بوندوں کے سامنے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔ (جس وقت حضور یہ فرما رہے تھے۔ اُس وقت مَطلع اس طرح ابر آلود تھا کہ بارش برسنے کو تھی۔ لیکن جلسہ گاہ کھلے میدان میں بالکل غیر مسقّف تھی) خدا تعالیٰ نے دنیا کی نجات کا موجب بنایا ہے۔ نادان ہنستے ہیں کہ ہم نے حج کی نقل لگائی ہے۔ مگر خدا جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، گراتا ہے۔ عزّت اور ذلّت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کی ہنسی ہمیں بے دل نہیں کرسکتی۔ اور دنیا کا تمسخر ہماری ہمتوں کو پست نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چُنا ہے اور جب تک ہم اپنے آپ کو اس کے فضل کے مستحق رکھیں گے اس کا فضل ہم پر نازل ہوتا رہے گا۔ اسی کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے۔ اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آجائے گی اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی سی ہوگی۔

پس آؤ ہم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان وعدوں کو پورا کرے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کئے اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ کا جلوہ ہمارے سامنے رہے۔ خدا تعالیٰ ہر موقع پر ہماری مدد کرے۔ وہ جس کی پیٹھ پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور جس کے آگے خدا کی تلوار ہوتی ہے وہ کاٹا جاتا ہے۔ پس آؤ ہم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ ہماری پیٹھ پر ہو۔ وہ اپنی رحمتیں جلد ہم پر نازل کرے۔ اور ہماری کمزوریاں دُور کر کے ہمارے دلوں کو ایسا مضبوط بنا دے جیسے پہاڑ ہوتے ہیں تاکہ دنیا کی تمام شرارتیں ہمارے ایمانوں کو ہِلا نہ سکیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی رحمتیں اس رنگ میں ہم پر نازل ہوں کہ وہ ان کمزوریوں کو دُور کر دیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں اور ان کو بھی دور کر دے جو ہمارے دشمنوں کو نظر آتی ہیں۔ پھر ان کو بھی دور کر دے جو ہمیں بھی نظر آتی ہیں۔ خدا کا نور ہمارے آگے، پیچھے، ہمارے دائیں، ہمارے اوپر نیچے ہو۔ اس کے نور سے ہمارے اجسام روشن ہوں۔ ہم اس کے چاند بن جائیں جن سے دنیا میں روشنی ہو۔ ہم اس کے ستارے بن جائیں جن سے دنیا کو ہدایت اور رہنمائی ملے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

اس کے بعد حضور نے تمام مجمع سمیت ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔

(انوار العلوم جلد 12 صفحہ 543 تا 549)

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

آجکل اسلام کے نام پر یا شریعت کے نافذ کرنے کے نام پر بے شمار شدت پسند تنظیمیں بن چکی ہیں جو ایسے ایسے ظلم کے مظاہرے کر رہی ہیں کہ انسان انہیں دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ یہ حرکتیں انسان کر رہے ہیں یا انسانوں کے رُوپ میں حیوانوں سے بھی بدتر کوئی مخلوق کر رہی ہے

گزشتہ دنوں پاکستان میں ظلم کی ایک ایسی صورت ہمارے سامنے آئی جو صرف ظلم ہی نہیں تھا بلکہ درندگی اور سفّاکی کی بدترین مثال تھی، ایسا واقعہ جس سے انسانیت چیخ اٹھی، ایسے ہی خون کی ہولی آج سے قریباً ساڑھے چار سال پہلے لاہور میں ہماری مساجد میں بھی کھیلی گئی ہے۔

اس واقعہ میں بہیمیت کی انتہا کی گئی ہے کیونکہ اس ظلم کی بھینٹ چڑھنے والوں کی اکثریت جو تھی وہ معصوم بچوں کی تھی۔ بڑے ظالمانہ طریقے سے ان کی جان لی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور بدبختوں سے جلد ملک کو پاک کرے بلکہ تمام اسلامی ممالک کو پاک کرے۔ یہ واقعات دیکھ کر احمدیوں پر ہوئے ہوئے ظلموں کے زخم بھی تازہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان معصوموں کے لئے بھی شدید تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی حوصلہ دے، صبر دے اور ان پر رحم فرمائے، ان کا کفیل ہو جن کے ماں باپ بھی اُن سے چھن گئے۔

یہ شدت پسندی اور ظلم کے واقعات تقریباً تمام مسلمان کہلانے والے ملکوں کا المیہ ہے۔ یہ ایک پاکستان کی بات نہیں ہے۔ عراق، شام، لیبیا وغیرہ سب ملکوں میں ظلم ہو رہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ظلم کی بات یہ ہے کہ یہ سب ظلم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہو رہا ہے۔

آپس کے بے شمار شدت پسند گروہوں کی وجہ سے اکثر ملک جنگ کا میدان بنے ہوئے ہیں۔ مغربی طاقتوں کے آگے یہ لوگ ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ نہ آپس کا اتحاد ہے جس کی وجہ سے ملکوں میں امن وسکون قائم ہو نہ غیر مسلم ممالک کے سامنے ان کی کوئی حیثیت ہے۔ ان کی باگ ڈور بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ کا خانہ خالی ہے۔ اس کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے اور اس کو چھوڑ کر دنیاداروں کی طرف جھکاؤ ہے اور یہ لوگ اسی کو اپنی بقا کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

جب تک خدا تعالیٰ کی بات نہیں مانیں گے، جب تک دشمنوں سے بھی انصاف کے معیار قائم نہیں کریں گے، جب تک ہر سلام کرنے والے کو امن نہیں دیں گے، جب تک اپنے بھائی چارے کے معیاروں کو قائم نہیں کریں گے، جب تک حکومت رعایا کا خیال نہیں رکھے گی، جب تک رعایا حکومت کی اطاعت گزار نہیں ہو گی، جب تک خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں پیدا نہیں ہو گا اس وقت تک ایسے ظالمانہ واقعات ہوتے رہیں گے

مکرم مبارک احمد صاحب باجوہ ابن مکرم امیر احمد باجوہ صاحب چک 312 ج ب کتھووالی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی شہادت۔ مکرمہ امینہ عسّاف صاحبہ آف کبابیر اور مکرم ابراہیم عبدالرحمٰن بخاری صاحب آف مصر کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19 ردسمبر 2014ء بمطابق 19 فتح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ ظلم و بربریت کے جتنے نمونے یا واقعات ہمیں مسلمان کہلانے والے ممالک میں نظر آتے ہیں وہ دوسرے غیر مسلم ممالک میں نہیں ہیں۔ یا کم از کم وہاں ظاہراً یہ نمونے اتنی کثرت سے نہیں ہیں اور جب واقعات ہوتے ہیں تو عموماً ان کے خلاف ان ترقی یافتہ ممالک میں یا غیر مسلم ممالک میں آواز بھی بڑے زوردار طریقے سے اٹھائی جاتی ہے۔ چاہے یہ ظلم حکومتی کارندوں کی طرف سے ہو یا کسی گروپ یا فرد کی طرف سے ہو رہا ہو۔ گزشتہ دنوں میں امریکہ میں بھی واقعات ہوئے اور وہاں بڑے پرزور احتجاج ہوئے۔ لیکن اسلام پیار محبت اور بھائی چارے کی جتنی تلقین کرتا ہے آجکل کی مسلمان حکومتیں اور اسی طرح اسلام کے نام پر جو دوسرے گروپ بنے ہوئے ہیں وہ گروہ یا تنظیمیں اتنا ہی ذاتی مفادات کی خاطر یا امن قائم کرنے کے لئے یا اسلام کے نام پر ظلم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ گویا کہ اسلام کی تعلیم کے بالکل الٹ چل رہے ہیں اور آجکل اسلام کے نام پر یا شریعت کے نافذ کرنے کے نام پر بے شمار شدت پسند تنظیمیں بن چکی ہیں جو ایسے ایسے ظلم کے مظاہرے کر رہی ہیں کہ انسان انہیں دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ یہ حرکتیں انسان کر رہے ہیں یا انسانوں کے رُوپ میں حیوانوں سے بھی بدتر کوئی مخلوق کر رہی ہے۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں ظلم کی ایک ایسی صورت ہمارے سامنے آئی جو صرف ظلم ہی نہیں تھا بلکہ درندگی اور سفّاکی کی بدترین مثال تھی۔ ایسی چیز جس سے ایک انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسا واقعہ جس سے انسانیت چیخ اٹھی۔ ہر شخص جس میں انسانیت کی ہلکی سی بھی رمق ہے چیخ اٹھا اور بے چین ہو گیا۔ ایسے ہی خون کی ہولی آج سے قریباً ساڑھے چار سال پہلے لاہور میں ہماری مساجد میں بھی کھیلی گئی تھی۔ یہاں کے ایک ٹی وی چینل نے غالباً بی بی سی نے پاکستان میں ہونے والے پانچ ایسے بدترین واقعات کا ذکر کیا جو گزشتہ چند سالوں میں پاکستان میں رونما ہوئے تو ان میں لاہور میں ہماری مساجد کا جو واقعہ تھا اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ بہرحال ہمارے اس صدمے کو اور ہم پر کئے گئے ظلم کو شاید مولوی کے خوف سے نہ ہی حکومت نے قابل توجہ سمجھا اور نہ ہی عوام النّاس کی اکثریت نے ہمدردی اور افسوس کے قابل سمجھا یا کیا گیا۔ لیکن ہم احمدی تو انسانیت سے ہمدردی رکھنے والے ہیں اور انسانیت کو تکلیف میں دیکھ کر ہم بے چین

ہوجاتے ہیں اور پھر جو پاکستان میں گزشتہ دنوں واقعہ ہوا یہ تو ہمارے ہم وطن اور شاید تمام ہی مسلمان کہلانے والے تھے جن کے لئے ہمارے دل رحم کے جذبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے ہم بے چین ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارے اندر ہمدردی ہے۔ ان پر ظلم دیکھ کر تو ہم نے بے چین ہونا ہی تھا اور ہوئے کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا یہ پاکستانی نہ صرف ہم میں سے یہاں بیٹھے ہوئے اکثر کے ہموطن بلکہ مسلمان بھی ہیں۔ اور پھر اس واقعہ میں بہیمیت کی انتہا کی گئی ہے کیونکہ اس ظلم کی بھینٹ چڑھنے والوں کی اکثریت جو تھی وہ معصوم بچوں کی تھی۔ پانچ چھ سات سال کے بچے بھی تھے۔ دس گیارہ بارہ تیرہ سال تک کی عمر کے بچے تھے۔ ایسے بچے بھی بیچ میں شہید ہوئے جو پانچ چھ سال کے تھے جن کو شاید دہشت گردی اور غیر دہشت گردی کا کچھ علم بھی نہیں تھا۔ مسلمان اور غیر مسلم میں کیا فرق ہے۔ یہ بھی نہیں پتا ہوگا۔ لیکن بڑے ظالمانہ طریقے سے ان کی جان لی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

ان بچوں کو اس لئے ظلم کا نشانہ بنایا گیا کہ پاکستان میں فوج سے ان نام نہاد شریعت کے نافذ کرنے والوں نے بدلہ لینا تھا۔ یہ کونسا اسلام ہے اور کونسی شریعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جنگ کی صورت میں غیر مسلموں کے بچوں اور عورتوں پر بھی تلوار اٹھانے کی سختی سے ممانعت فرمائی تھی۔ جنگ کے دوران ایک مشرک کے بچے کو قتل کرنے پر جب آپ نے اپنے صحابی سے باز پُرس کی تو صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ مشرک کا بچہ تھا۔ اگر غلطی سے قتل ہو بھی گیا تو کیا ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ انسان کا معصوم بچہ نہیں تھا؟

(ماخوذ از مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 365 مسند الاسود بن سراح حدیث 15673 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ معیار ہیں جو ہمیں انسانیت کے تقدّس کو قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے نظر آتے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہے اور اسلام کے نام پر ظلم کرنے والوں کے یہ عمل ہیں جو ہم عموماً دیکھتے رہتے ہیں۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا اس سفّاکانہ ظلم پر ہر انسان نے دکھ کا اظہار کیا۔ چاہے وہ مسلمان تھے یا غیر مسلم تھے۔ یہاں دو دن پہلے چرچ آف انگلینڈ نے عورت کو اپنی پہلی بشپ بنایا۔ ان کی تقریب ہو رہی تھی تو انہوں نے بھی اپنی تقریب سے پہلے اس واقعہ پر دکھ کا اظہار کیا۔ ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی۔ اپنے انداز میں دعائیں کیں۔ تو بہرحال کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ہر انسان کو اس واقعہ سے تکلیف پہنچی قطع نظر اس کے کہ اس کا مذہب کیا تھا۔ لیکن ان مسلمان کہلانے والوں نے، ایک دو نہیں بلکہ تین چار تنظیموں نے اکٹھی ہو کر بڑے فخر سے اس بات کا اعلان کیا کہ ہاں ہم ہیں جنہوں نے یہ ظلم کیا ہے اور ہمیں اس بات پر کوئی شرمندگی نہیں۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ تھوڑی سی شرافت رکھنے والے انسان نے بھی اس پر دکھ کا اظہار کیا، افسوس کیا اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ احمدیوں کے دل میں تو انسانیت کے لئے درد انتہائی زیادہ ہے۔ ہم تو انسانی ہمدردی کے لئے ہر وقت تیار رہنے والے ہیں۔ ذرا سا واقعہ ہو جائے تو ہمارے دل پسیج جاتے ہیں۔ مجھے کئی خطوط موصول ہوئے کہ اس واقعہ سے سارا دن ہم بے چینی اور تکلیف میں رہے اور یہ حقیقت ہے۔ میرا اپنا یہ حال تھا کہ سارا دن طبیعت پر بڑا اثر رہا اور جب ایسی کیفیت ہوتی ہے تو پھر ظالموں کے نیست و نابود ہونے کے لئے بددعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور بدبختوں سے جلد ملک کو پاک کرے بلکہ تمام اسلامی ممالک کو پاک کرے۔ یہ واقعات دیکھ کر احمدیوں پر ہوئے ہوئے ظلموں کے زخم بھی تازہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان معصوموں کے لئے بھی شدید تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی حوصلہ دے، صبر دے اور ان پر رحم فرمائے، ان کا کفیل ہو جن کے ماں باپ بھی اُن سے چھن گئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ شدت پسندی اور ظلم کے یہ واقعات تقریباً تمام مسلمان کہلانے والے ملکوں کا المیہ ہے۔ یہ ایک پاکستان کی بات نہیں ہے۔ عراق، شام، لیبیا وغیرہ سب ملکوں میں ظلم ہو رہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ظلم کی بات یہ ہے کہ یہ سب ظلم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہو رہا ہے۔ شام میں ہی حکومتی اور سنّی فسادوں میں ایک رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار کے قریب لوگ مارے گئے ہیں۔ کُل جتنی اموات ہوئی ہیں ان میں سے چھ ہزار چھ سو بچے مارے گئے۔ ایک بٹا تین (1/3) سے زیادہ شہری مارے گئے۔ ISIS کے ذریعے ہزاروں لوگ مارے گئے۔ سینکڑوں عورتوں اور لڑکیوں کو اس لئے مار دیا گیا، ایک لائن میں کھڑا کر کے گولی سے اڑا دیا گیا کہ انہوں نے ان لوگوں سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ بعض ذرائع کے مطابق ظلموں اور موتوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

یہ ساری چیزیں دیکھ کر اسلام کی حقیقت کو سمجھنے والے انسان کا دماغ چکرا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ کس اسلامی تعلیم کے نام پر یہ عمل ہو رہا ہے۔ کیا یہ سب کچھ اس خدا کے نام پر ہو رہا ہے جو رحمان خدا ہے، جو رؤوف و رحیم خدا ہے، جو اتنا مہربان ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس رسول کے نام پر یہ ظلم ہو رہا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے رحمۃٌ للعالمین کہا ہے۔ اس شریعت کے نام پر یہ ظلم ہو رہا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دشمن سے بھی عدل و انصاف کو پکڑے رکھنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدۃ:9) کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی سخت دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اب یہاں تو اللہ تعالیٰ انصاف کے معیاروں کو ایک مومن کے لئے اونچا کر رہا ہے۔ اگر یہ نہیں تو ایمان نہیں کہ کسی قوم کی دشمنی بھی انصاف کے معیاروں سے نیچے آنے پر تمہیں مائل نہ کرے۔ انصاف کی تعلیم میں ایسے نمونے دکھاؤ کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ تمہارے انصاف اور نیکی کے نمونے اسلام کی خوبصورت تعلیم کے گواہ بن جائیں۔ کسی کی انگلی اسلامی تعلیم پر نہ اٹھے۔ کاش کہ یہ مسلمان کہلانے والے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کے نمونے اسلامی تعلیم کی طرف غیر مسلموں کو کھینچ رہے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل تو اپنوں کو بھی دُور دھکیل رہے ہیں۔ جن بچوں نے اپنے ساتھیوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنتے دیکھا ہے کیا وہ ان لوگوں کو کبھی مسلمان سمجھیں گے؟ اور اگر سمجھیں گے تو یہ سوال ان کے ذہنوں میں پیدا ہوں گے کہ کیا یہ اسلام ہے جس کو ہم مانیں؟ پس یہ لوگ صرف ظاہری ظلم اور قتل و غارت نہیں کر رہے بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ اسلام سے دور لے کر جا رہے ہیں۔ کاش کہ مسلمان علماء کہلانے والے جنہوں نے جہاد اور فرقہ واریت کے نام پر ان شدت پسند گروہوں کو جنم دیا ہے اپنے قبلے درست کر کے اپنی نسلوں کو حقیقی اسلام کے بتانے والے بنیں اور ان شدت پسند گروہوں کی بیخ کنی کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم کے ہتھیار کو استعمال کریں۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ زمانے کے امام کی بات مان کر حقیقی اسلام پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی عمل کروائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے ان مولویوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ:

’’اگر اسلام کے مولوی اتفاق کر کے اس بات پر زور دیں کہ وہ وحشی مسلمانوں کے دلوں سے اس غلطی کو نکال دیں (یعنی شدت پسندی اور غلط قسم کے جہاد کی غلطی کو نکال دیں) تو وہ بلاشبہ قوم پر ایک بڑا احسان کریں گے اور نہ صرف یہی بلکہ ان کے ذریعہ سے اسلام کی خوبیوں کی بھاری جڑھ لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی اور وہ سب کراہتیں جو اپنی غلطیوں سے مذہبی مخالف اسلام کی نسبت رکھتے ہیں وہ جاتی رہیں گی۔‘‘

(گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 634)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پھیلانے کے لئے ایک درد ہے اور جس کی آپ نے ان غیر احمدی مولویوں سے بھی اپیل کی ہے کہ خدا کے لئے اس تعلیم کو جو شدت پسندی کی ہے اپنے ذہنوں سے نکالو اور محبت اور پیار کی تعلیم کو رائج کرو۔ لیکن یہ بات سننے کو کب یہ نام نہاد مولوی تیار ہوتے ہیں۔ ان کے مقاصد تو اب دین اسلام کے تقدّس کو قائم کرنے کی بجائے سیاسی اور ذاتی مفاد کا حصول ہو گیا ہے۔ جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے اس واقعہ پر غم و غصے کا اظہار بھی علماء کی طرف سے پُرزور طریقے پر نہیں ہوا۔ شاید آج جمعہ پر بعض لوگوں نے کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ کہ اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر معاملے کی خبر صرف خبر رکھنے کے لئے نہیں رکھتا بلکہ ہر عمل انسان کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ ظلم کرنے والے جو ہیں وہ یقیناً اپنے بد انجام کو پہنچتے ہیں۔

پس اگر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سامنے رکھیں کہ دشمن سے بھی انصاف کا سلوک کریں اور پھر کلمہ گوؤں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30)۔ لیکن یہاں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تو دُور کی بات ہے یہ تو اپنوں سے بھی دشمنوں سے بڑھ کر سلوک کرتے ہیں جس کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

نظارے ہم دیکھتے رہتے ہیں۔اب یہ لاکھ، ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ آدمی جو صرف ایک ملک میں مار دیئے یہ اپنوں کے ساتھ ظلم کے سلوک ہی ہیں ناں یا یہ بھی ظلم کی انتہا ہی ہے کہ اس سلوک میں بچوں کو مارا، شہید کر دیا۔

کیا یہ سمجھتے ہیں کہ جو ظلم انہوں نے کیا ہے یا یہ کرتے رہتے ہیں اس پر سے بغیر پکڑ کے یہ گزر جائیں گے۔نہیں اس طرح کبھی نہیں ہو سکتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا(النساء:94) کہ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا ۔جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے۔وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے۔اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی۔اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ مومن کون ہے؟ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا(النساء:95)۔کہ جو تمہیں سلام کہے اسے یہ نہ کہا کرو کہ تم مومن نہیں۔

پس بھائی چارے کا ایک تقدّس اسلام نے قائم کر دیا۔اگر اس تقدس کو کوئی پامال کرتا ہے اور کلمہ گو کو قتل کرتا ہے تو پھر یقیناً جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اور وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہمیشہ رہے گا۔جو لوگ خود کش حملہ کر کے یا مقابلہ میں مارے گئے اور غلط تعلیم کی وجہ سے جوان کو ان کے علماء نے دی خیال کیا کہ ہم مر کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔تو خدا تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ مومن کو مار کر تم خدا تعالیٰ کی رضا نہیں بلکہ اس کی لعنت کے مورد بن رہے ہو اور ہمیشہ کے لئے جہنّم تمہارا ٹھکانہ ہے۔اور مومن ہونے کے لئے کہا کہ اگر تمہاری طرف کوئی سلامتی کا پیغام بھیجتا ہے تو پھر تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ اسے قتل کرو۔اب کوئی بتائے کہ ان معصوم بچوں کا کیا قصور تھا۔وہ معاشرے کا ایک بہتر حصہ بننے کے لئے اور ملک کا سرمایہ بننے کے لئے اور سلامتی پھیلانے کے لئے علم حاصل کر رہے تھے۔اس لئے وہ تعلیم حاصل کرنے ان سکولوں میں آئے ہوں گے۔ان نام نہاد علماء کی باتیں سن کر حیرت ہوتی ہے جو شدت پسندی کی تعلیم، اس خوبصورت اسلامی تعلیم کے باوجود دیتے ہیں۔ان کی یہ باتیں سن کر ہی کم علم اور جاہل متاثر ہوتے ہیں اور پھر وہ حرکات کرتے ہیں جن میں سوائے بہیمیت کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا۔اور اس کا انجام پھر خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ جہنم ہے۔لیکن شاید یہ لوگ جہنم کو کوئی افسانوی بات سمجھتے ہیں یا خدا تعالیٰ کی باتوں پر ایمان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان تنبیہوں کے باوجود ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے چلے جا رہے ہیں۔اگر آخرت پر کامل یقین نہیں تو خدا تعالیٰ نے اس دنیا کی حالت کے بارے میں بھی ان کو بتا دیا کہ پھر تمہارا کیا حشر ہو گا۔اگر تم نے بھائی بھائی کے تقدس کو پامال کیا تو پھر یہاں بھی تمہاری ساکھ ختم ہو جائے گی۔اس دنیا میں بھی جو مفادات ہیں وہ تم حاصل نہیں کر سکو گے۔جس دنیا کی خاطر تم یہ سب کچھ کر رہے ہو وہ بھی تمہیں نہیں ملے گی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ۔اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانفال:47) **اور اللہ کی** اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی یہ بات آج مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر سو فیصد ان پر پوری ہوتی نظر آتی ہے کہ انہی لڑائی اور جھگڑوں کی وجہ سے مسلمانوں کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔آپس کے بے شمار شدت پسند گروہوں کی وجہ سے اکثر ملک جنگ کا میدان بنے ہوئے ہیں۔مغربی طاقتوں کے آگے یہ لوگ ہاتھ پھیلاتے ہیں۔بیشک مسلمان ممالک کی ایک تنظیم ان کی اپنی بنائی ہوئی ہے لیکن اس کی حیثیت کچھ بھی نہیں۔نہ آپس کا اتحاد ہے جس کی وجہ سے ملکوں میں امن و سکون قائم ہو۔نہ غیر مسلم ممالک کے سامنے ان کی کوئی حیثیت ہے۔ان کی باگ ڈور بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے۔ان مسلمان ملکوں میں سے کسی ملک کا صدر یا وزیر اعظم حتی کہ فوجی سربراہ بھی کسی مغربی ملک میں آ کر یہاں کے صدروں یا وزیر اعظموں سے بات کرتے ہیں یا یہ لوگ ان کی کچھ پذیرائی کر دیتے ہیں تو ہمارے یہ لیڈر سمجھتے ہیں کہ جیسے دنیا جہان کی نعمتیں ان کو مل گئیں۔خدا تعالیٰ کا خانہ خالی ہے۔اس کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے اور اس کو چھوڑ کر دنیا داروں کی طرف جھکاؤ ہے اور یہ لوگ اسی کو اپنی بقا کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

پس کس کس بات کا ذکر کیا جائے جو مسلمان کہلانے والے ممالک کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ایک ظلم ہوتا ہے۔چند دن عوام پر اثر رہتا ہے، شور مچاتے ہیں اور پھر عوام الناس کی بھی جو اکثریت ہے وہ انہی ظالموں کے ہاتھوں آلہ کار بن جاتی ہے۔پس جب تک خدا تعالیٰ کی بات نہیں مانیں گے جب تک دشمنوں سے بھی انصاف کے معیار قائم نہیں کریں گے۔جب تک ہر سلام کرنے والے کو امن نہیں دیں گے جب تک اپنے بھائی چارے کے معیاروں کو قائم نہیں کریں گے جب تک حکومت رعایا کا خیال نہیں رکھے گی جب تک رعایا حکومت کی اطاعت گزار نہیں ہو گی۔جب تک خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں پیدا نہیں ہو گا اس وقت تک ایسے ظالمانہ واقعات ہوتے رہیں گے۔کاش کہ یہ باتیں ہمارے لیڈروں اور علماء کہلانے والوں کو بھی اور عوام الناس کو بھی سمجھ آ جائیں۔مسلمان اُمّہ کی تکلیف ہمیں بھی تکلیف میں ڈالتی ہے۔اس لئے کہ یہ ہمارے پیارے آقا کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ہمیں تو زمانے کے امام نے اپنے آقا اور مطاع کی طرف منسوب ہونے والوں سے ہمدردی اور پیار کرنے کے گر سکھائے ہیں۔ہمیں تو یہ بتایا ہے کہ

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار　　　　کاخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرمؐ

(ازالہ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 182)

کہ اے دل! تو ان لوگوں کا لحاظ کر۔ان پر ہمدردی کی نظر رکھ کیونکہ آخر یہ لوگ میرے پیغمبر کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ہمارے ساتھ اگر ظلم کا رویہ ہے تب بھی ہمیں افسوس ہے اور ہم دعا کرتے ہیں بدلے نہیں لیتے کہ خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو صاف کرے اور یہ اس حقیقت کو سمجھیں کہ مسلم اُمّہ کے لئے حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی احمدی ہی اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی پیدا کیا ہے۔آپ نے اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی ہمدردی کے جذبے کو اپنوں اور غیروں سب پر حاوی کرنے کی ہمیں تلقین فرمائی ہے۔آپ نے فرمایا کہ:

''مومنوں اور مسلمانوں کے لئے نرمی اور شفقت کا حکم ہے۔پس اس کو ہمیشہ سامنے رکھو۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 232، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرماتے ہیں: ''ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 280، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: ''تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اِخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے۔جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہوں گے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 95، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا کہ: ''اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔''

پھر فرمایا: ''خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔'' فرمایا ''آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)

پس جب ہمدردی کے ایسے معیار ہم حاصل کرنے والے ہوں یا ہمدردی کے ایسے معیاروں کو حاصل کرنے کی تعلیم ہمیں ملی ہو اور اس پر ہم عمل کرنے والے بھی ہوں تب ہی انسان دوسرے کے درد کو محسوس کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں سے اکثریت بنی نوع انسان کے لئے ایسے جذبات رکھتے ہیں اور ایک احمدی کو ایسے جذبات رکھنے والا ہونا چاہئے۔جب عام انسانوں کے لئے یہ جذبات ہوں تو پھر مسلمانوں کے لئے تو ہم اس سے بڑھ کر جذبات رکھنے والے ہیں۔ہر ظلم جو کسی بھی مسلمان پر ہو ہم اپنے دل پر محسوس کرتے ہیں۔اور یہ ظلم جو پاکستان میں ہوا ہے یقیناً ہمارے لئے انتہائی تکلیف کا موجب ہے۔اور جو ظلم مسلمان دنیا میں کسی کی طرف سے بھی ہو رہا ہے ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہے۔اور اس تکلیف کا احساس اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے جب ہم دنیا کو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ظلموں کے خاتمے کے لئے اپنے وعدے کے مطابق مسیح موعود کو بھیج دیا ہے جس نے جنگوں اور سختیوں کا خاتمہ کر کے پیار اور محبت کو پھیلانا تھا۔پس اس کی بات سنو تا کہ دنیا میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو لاگو کر سکو۔لیکن اس پکار کے باوجود علماء کہلانے والے سب سے زیادہ ہماری دشمنی میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور جب ایسی صورتحال ہو تو پھر انصاف اور ہمدردی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور نتیجۃً پھر ہر معاشرے میں فتنہ و فساد ہی نظر آتا ہے اور معصوموں کا خون ہوتا ہے اور یہی کچھ ہو رہا ہے۔کاش کہ مسلمان علماء کہلانے والے اس بات کو سمجھیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اور مُسلم اُمّہ کو فرقہ واریت میں ڈال کر تباہ کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے اسلام کی امن، محبت اور پیار کی تعلیم کو مسلمانوں کے اندر راسخ کریں۔ جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور غیر مسلموں میں بھی اسلام کے بارے میں اس غلط تاثر کو زائل کریں کہ اسلام نعوذ باللہ شدت پسندی اور تلوار کا مذہب ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کو یہ عقل آ جائے۔ پاکستان کے لئے اور مسلم ممالک کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان ملکوں میں امن قائم فرمائے اور حکومتیں بھی اور عوام الناس بھی حقیقی اسلامی قدروں کی پہچان کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شام، عراق، لیبیا وغیرہ میں احمدی ان حالات کی وجہ سے جن میں سے یہ ملک اس وقت گزر رہے ہیں ایک تو وہاں کے شہری ہونے کی وجہ سے اور پھر احمدی ہونے کی وجہ سے بھی تکلیف میں ہیں۔ ان کے لئے بھی خاص دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان مشکلات سے نجات دے۔ بعض بڑی کسمپرسی کی حالت میں آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں۔ دونوں گروہ احمدیوں کے مخالف بنے ہوئے ہیں۔ کوئی مدد بھی ایسے حالات میں نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنا فضل فرمائے اور رحم فرمائے اور جلد ان لوگوں کو ان تکلیف کے دنوں سے نکالے۔

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ تو ہمارے ایک شہید بھائی کا ہے۔ مبارک احمد صاحب باجوہ ابن مکرم امیر احمد باجوہ صاحب چک 312 ج ب کتھووالی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہیں۔ ان کو شہید کیا گیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو کچھ نامعلوم افراد نے 26/ اکتوبر 2009ء کو ان کے ڈیرے سے اغوا کر لیا تھا اور ان کے بارے میں اب تک معلوم نہیں ہو سکا تھا۔ تاہم چند روز قبل گجرات کے ایک علاقے سے گرفتار ہونے والے چند دہشتگردوں نے انکشاف کیا کہ ہم نے کتھووالی کے ایک مبارک باجوہ کو بھی گستاخ رسول قرار دے کر قتل کر کے بھمبر نالہ واقع ضلع گجرات میں گڑھا کھود کر دبا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اب یہ سارے فتوے دینے والے بھی بن گئے ہیں۔

مبارک احمد صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم پیر محمد صاحب کے ذریعے ہوا۔ انہیں جماعت سے بہت لگاؤ تھا۔ نہایت دیندار گھرانہ ہے۔ شہید مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ شہید مرحوم 1953ء میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور زمیندارہ کرتے تھے۔ شہید مرحوم نہایت ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے والد امیر احمد باجوہ صاحب اور بھائی مکرم رشید احمد باجوہ صاحب دونوں یکے بعد دیگرے کتھووالی جماعت کے صدر جماعت بھی رہے۔ ایک بیٹا ظہور احمد اس وقت بطور قائد مجلس خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ ان کی اہلیہ شاہد بیگم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے ظہور احمد، منصور احمد اور نصیر احمد اور عتیق احمد ہیں۔ اسی طرح ان کے دو بھائی اور ایک ہمشیرہ ہیں جو سوگوار ہیں۔ واقعہ کی کچھ مزید تفصیل اس طرح ہے کہ مبارک احمد باجوہ صاحب اور ان کے غیر از جماعت ملازم سکندر محمود کو جس کی عمر چودہ سال تھی کچھ لوگوں نے 26، 27/ اکتوبر 2009ء کی رات کو آج سے پانچ سال پہلے ان کے ڈیرے سے اغوا کر لیا۔ اغوا کار دو کاروں پر سوار تھے۔ چند دن بعد اغوا کاروں نے مذکورہ ملازم کو ایک موبائل دے کر چھوڑ دیا۔ پھر اس موبائل نمبر پر تاوان کے لئے رابطہ کیا۔ دو کروڑ تاوان کی رقم کا مطالبہ کیا گیا جو کم ہو کے دس لاکھ پر آ گیا۔ اغوا کاروں کی شرط یہ تھی کہ رقم کوہاٹ یا پارہ چنار پہنچائی جائے۔ پھر اغوا کاروں سے رابطہ ختم ہو گیا۔ پولیس بھی کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکی۔ اب مکرم امیر صاحب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اطلاع دی کہ ڈی پی او ضلع نے مغوی کے بھائی عزیز احمد باجوہ صاحب کو بلا کر کہا ہے کہ آپ کے بھائی کے بارے میں کچھ معلومات ڈی پی او گجرات کے پاس ہیں ان سے مل لیں۔ وہ وہاں گئے۔ ڈی پی او گجرات سے ملاقات ہوئی۔ تو ڈی پی او گجرات نے بتایا کہ تحریک طالبان پاکستان افضل فوجی گروپ (یہ بھی بہت سارے گروپ وہاں بنے ہوئے ہیں) کے چند لوگ پکڑے گئے ہیں۔ جن میں واجد نامی شخص نے مبارک احمد باجوہ صاحب کو اغوا کرنے کے بعد چھریوں سے ذبح کر کے نعش کو بھمبر نالے میں دبانے کا انکشاف کیا ہے۔ جب عزیز احمد باجوہ صاحب اور دیگر افراد مذکورہ زیر تفتیش واجد نامی شخص سے ملے تو اس نے بھی اس قتل کی تصدیق کی۔ اس سوال پر کہ کیا کوئی مقامی آدمی بھی اس کے ساتھ تھا تو مذکورہ ملزم نے کہا کہ ساتھ والے گاؤں کا احمد نامی ایک شخص ساتھ تھا جس نے ہمیں مبارک احمد باجوہ مرحوم کے گستاخ رسول ہونے کا بتایا تھا۔ یہ شخص پہلے عیسائی تھا۔ بعد میں مسلمان ہو کر تحریک طالبان میں شامل ہو گیا۔ اس کا والد باجوہ فیملی کا ملازم رہا تھا۔ اور پھر اس نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے اغوا کیا اور کوٹلی گاؤں میں مسجد کے تہہ خانے میں ان کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا اور پھر ایک دن ہم نے عشاء کی نماز کے بعد ان کو اسی طرح جیسا کہ بتایا گیا ہے گردن پر چھری پھیر کے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گڑھے میں دبا دیا۔ تو پولیس اہلکار نے مذکورہ مجرم سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ ہمیں ہمارے کمانڈر کا حکم ہے کہ یہ لوگ گستاخ رسول ہیں۔ لہٰذا ان کو قتل کر دو۔ اور اس کا حکم ماننا ہمیں ضروری تھا۔ یہ حال ہے۔ ابھی جو بچوں کو قتل کیا تو اب یہ کس پاداش میں کیا؟ یہ بھی طالبان کا ہی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ بہر حال پتا تو لگ گیا پہلے صرف اغوا کی خبر تھی۔

دوسرا جنازہ مکرمہ امینہ عسّاف صاحبہ (کبابیر) کا ہے جو 12/ دسمبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ کے والد مکرم عسّاف صاحب حیفا کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کو صدر اور سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ کبابیر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نہایت عبادت گزار، دعا گو، بہت مہمان نواز، بکثرت مالی قربانی کرنے والی تھیں۔ نیک، مخلص اور صالح خاتون تھیں۔ دار التبلیغ میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت کا خصوصی اہتمام کرتی تھیں۔ مستورات کو بڑی عمدگی سے تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ مبلغین کے اہل و عیال سے بہت محبت اور حسن سلوک سے پیش آتیں۔ مسجد محمود کبابیر کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ نے اس کے لئے خطیر رقم ادا کی اور دوران تعمیر کام کرنے والوں کی ضیافت کا بھی انتظام کیا۔ خلفائے احمدیت سے انتہائی محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بڑی توجہ سے میرے خطبات سنتی تھیں جو یہاں ایم ٹی اے پر نشر ہوتے ہیں۔ دوسروں کو بھی اس کا خلاصہ سنایا کرتی تھیں۔ ہر ارشاد پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کے لئے تیار رہتی تھیں۔ بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا۔ کبابیر کے تمام احباب ان سے بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کو عمرہ کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ قادیان جانے کی بھی شدید خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جا کر دعا کروں۔ تو یہ خواہش بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی پوری فرمائی۔ بلکہ ایک دفعہ نہیں تین دفعہ جلسہ سالانہ میں آپ کو جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر اور منیر عودہ صاحب ڈائریکٹر ایم ٹی اے پروڈکشن کی خالہ محترمہ تھیں۔ منیر عودہ صاحب لکھتے ہیں کہ خالہ امینہ نے اپنی زندگی اسلام احمدیت کی خدمت میں گزاری۔ انہوں نے اپنے بچوں کی طرح ہماری پرورش کی تھی اور جب میرے والدین کام کے سلسلے میں گھر سے دور جاتے تو وہ ہماری پرورش کرتیں۔ بروقت نمازیں پڑھنے پر سختی سے کاربند کیا۔ جماعت کے اوّلین وصیت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ آپ کپڑے سینے کا کام کرتی تھیں اور محدود وسائل کے باوجود کسی سے مدد نہیں لیتی تھیں بلکہ خاندان میں بچوں کی تعلیم میں مدد کی۔ اس طرح مشکلات میں کام آتی تھیں۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ غیر احمدی گھرانوں سے شادی کے پیغامات آئے لیکن آپ نے انکار کر دیا کہ میں احمدی ہوں اور احمدیت پر قائم رہیں اور کبھی شادی نہیں کی۔ کہتے ہیں کہ وفات کے وقت مَیں آپ کے قریب موجود تھا اور آپ کے آخری الفاظ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تھے۔ وفات سے قبل آپ نے وصیت کی تھی کہ آپ کا تمام مال و اسباب جماعت کے سپرد کر دیا جائے۔ اسی طرح وہاں جو مشنری انچارج جو ہیں ان کی اہلیہ بشریٰ شمس صاحبہ بھی کہتی ہیں کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا عشق تھا۔ کہتی ہیں ایک دن دوائی پلا رہی تھیں تو انہوں نے ایک گھونٹ لیا تو میں نے ان کو کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین گھونٹ لینا پسند فرمایا ہے تو یہ سن کر فوراً دو گھونٹ اور پی لئے باوجودیکہ پہلے انکار کر رہی تھیں۔

تیسرا جنازہ غائب مکرم ابراہیم عبدالرحمٰن بخاری صاحب مصر کا ہو گا جو 13/ دسمبر 2014ء کو 63 سال کی عمر میں مصر میں ہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے جوانی کی عمر میں، اٹھارہ سال کی عمر میں 1969ء میں بیعت کی توفیق پائی تھی۔ ان دنوں جماعت احمدیہ مصر کے صدر مکرم محمد بسیونی صاحب تھے۔ مرحوم نے تین خلفاء کا دور دیکھا اور مکرم محمد بسیونی صاحب، مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب اور مکرم حلمی شافی صاحب جیسے ابتدائی احمدیوں کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ بیعت کے بعد آپ نے باوجود اپنے گھر والوں اور سسرال کی طرف سے ظلم و زیادتی کے عہدِ بیعت کو پوری استقامت، ہمت اور اخلاص و وفا کے ساتھ نبھایا حتی کہ آپ کو یہ دھمکی بھی دی گئی کہ میاں بیوی میں علیحدگی کرا دیں گے۔ اسی طرح آپ کے کام میں بھی کافی پریشانیاں اور روکیں پیدا کی جاتی تھیں۔ آپ کو اپنا کام جاری رکھنے کے لئے ایک پرمَٹ کی ضرورت ہوتی تھی جو احمدیت کی وجہ سے محض تنگ کرنے کی خاطر کافی لیٹ ایشو کیا جاتا تھا جس سے نفسیاتی الجھن کے علاوہ آپ کا کام بھی کافی متاثر ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مختلف بہانوں سے تنگ کرنے کی کوشش کی جاتی لیکن آپ نے کبھی کمزوری نہیں دکھائی۔ اس وجہ سے مالی تنگی کے حالات کے باوجود بڑی باقاعدگی سے چندے اور صدقات وغیرہ دیا کرتے تھے۔ شادی کے بعد آپ کی اہلیہ نے بھی آپ کی تبلیغ اور نمونہ کو دیکھ کر بیعت کر لی۔ 1988ء میں فیملی کے ساتھ نائیجیریا کا سفر اختیار کیا جہاں جماعتی سکول میں اڑھائی سال تک عربی زبان کے مدرس کی حیثیت سے خدمت کی۔ نمازوں کی ادائیگی اور چندوں میں باقاعدہ تھے۔ اور بیماری کے باوجود آخری دنوں میں بھی جمعہ کے لئے باقاعدگی سے آتے تھے۔ یہاں بھی آتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بڑا تعلق تھا۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی عزیزہ مریم اور تین بیٹے عزیزان احمد، محمود اور محمد یادگار چھوڑے ہیں جو خدا کے فضل سے سبھی پیدائشی احمدی ہیں۔ بیٹی شادی شدہ ہے اور امریکہ میں رہائش پذیر ہے۔ بیٹے احمد اور محمود یوکے میں ہیں۔ چھوٹا بیٹا اپنی والدہ کے ساتھ مصر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

بقیہ خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2014ء

............از صفحہ نمبر 20

تیار نہ ہو، یہ صفت پیدا نہیں ہوسکتی۔ بت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو خدا تعالیٰ کے قرب سے روکتی اور اس پر مقدّم ہوتی ہے وہ بُت ہے۔ اور اس قدر بُت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں بُت پرستی کر رہا ہوں۔ پس جب تک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لئے نہیں ہوجاتا اور اس کی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا صدق اور اخلاص کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ خطاب ملا، یہ یونہی مل گیا تھا؟ نہیں۔ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى کی آواز اُس وقت آئی جب کہ وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے اور عمل دکھ سے آتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہا اور پوری تیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو بچا لیا۔ وہ آگ میں ڈالے گئے لیکن آگ اُن پر کوئی اثر نہ کر سکی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ تکالیف سے بچا لیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 430-429۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پھر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے طریق کے بارے میں آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

’’بخاری میں حدیث ہے کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالیٰ سے یہاں تک قرب حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ اور ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَاذَنْتُ لَہٗ لِلْحَرْبِ کہ جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے وہ جنگ کے لئے تیار ہو جاوے۔ اس قدر غیرت خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کے لئے ہوتی ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مجھے کسی شئے میں اس قدر تردّد نہیں ہوتا جس قدر کہ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے اور اسی لئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے اور پھر اچھا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی جان لینا چاہتا ہے مگر اسے مہلت دے دیتا ہے کہ اور کچھ عرصہ دنیا میں رہ لیوے‘‘۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 127-126۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پس یہ سلوک ہے جو خدا تعالیٰ اُن لوگوں سے کرتا ہے جو اس کے قرب میں آتے ہیں یا اسے پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقی رنگ میں یہ قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب عام قرب پانے والوں کی یہ حالت ہے تو وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور اس کے فرستادے ہوتے ہیں ان کے ساتھ کس طرح غیر معمولی سلوک خدا تعالیٰ کرتا ہوگا۔ ان کے لئے نشانات دکھاتا ہوگا اور نشان دکھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ سلوک اللہ تعالیٰ کا خارق عادت طور پر رہا اور اب تک آپ کی جماعت کے اوپر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسی سلوک کا اپنی کتب اور ارشادات میں ذکر بھی فرماتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبولیت عطا فرماتا ہے اور کس طرح تائیدی نشانات دکھاتا ہے۔ اس کی چند مثالیں میں پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

’’قدیم سے اور جب سے کہ سلسلۂ انبیاء علیہم السلام شروع ہوا ہے سنّت اللہ یہی ہے کہ وہ ہزاروں نکتہ چینیوں کا ایک ہی جواب دے دیتا ہے۔ یعنی تائیدی نشانوں سے مقرّب ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ تب جیسے نور کے نکلنے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے یکلخت تاریکی دُور ہو جاتی ہے ایسا ہی تمام اعتراضات پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ سو مَیں دیکھتا ہوں کہ میری طرف سے بھی خدا یہی جواب دے رہا ہے۔ اگر میں سچ مُچ مفتری اور بدکار اور خائن اور دروغگو تھا تو پھر میرے مقابلہ سے ان لوگوں کی جان کیوں نکلتی ہے۔ بات سہل تھی۔ کسی آسمانی نشان کے ذریعہ سے میرا اور اپنا فیصلہ خدا پر ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حَکَمْ کے فعل کے مان لیتے مگر ان لوگوں کو تو اس قسم کے مقابلہ کا نام سننے سے بھی موت آتی ہے‘‘۔

(اربعین نمبر 4۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 452-451)

پھر دعاؤں کی قبولیت کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے۔ (خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے ان کی دعا کا قبول ہونا یہ بھی بڑا نشان ہوتا ہے) بلکہ استجابتِ دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزّ وجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزّت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابتِ دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں: ’’اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر مَیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ:

’’چنانچہ منجملہ ان کے استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سید ناصر شاہ نام جو اب کشمیر بارہ مولہ میں اُورسیئر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی ان کی ترقی کے حارج تھے بلکہ ان کی ملازمت خطرہ میں تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ میں استعفیٰ دے دیتا ہوں تا اس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤں مَیں نے ان کو منع کیا۔ مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے (بڑی مشکل میں ہوں) اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے (یہ بھی کوئی امکان نہیں کہ ترقی ہو جائے) بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے۔ تب میں نے ان کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو مَیں تمہارے لئے دعا کروں گا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے۔ (پھر بیشک چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں کہ) بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں ان کے لئے دعا کی اور حضرت عزّت سے ان کی کامیابی چاہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہوگئی۔ چنانچہ ذیل میں سید ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دعا نے ان کی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے‘‘۔

سید ناصر شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ

’’بحضور اقدس حضرت پیر و مرشد...... خاکسار نابکار سید ناصر شاہ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض رساں ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہوگئی۔ حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا۔ لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہئے۔ ہم دعا کریں گے۔ خدا قادر ہے کہ انہیں دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دے گا۔ سو جناب والا! الحمدللہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آ گیا اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنے والے بن گئے۔ خدا نے حضور کی دعا سے ان کا دل میری طرف پھیر دیا۔ ایک اَور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے۔ اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ اِدھر یہ اعتراض تھا اور اس طرف سے حضور کا والا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے۔ سو جناب عالی وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کاغذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میرے لئے بہت زور دے کر کہا اور عجیب تر یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنے والے تھے اور دلی دوستی اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر وحیلہ کے میری ترقی کے لئے ریزولیوشن پاس ہو گیا۔ فالحمدللہ علی ذالک‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 334 تا 336)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس۔ ان کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں۔ چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اس لئے ان کی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا۔ قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ مَیں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّ وجل کی طرف سے وحی ہوئی کہ آثارِ زندگی۔ بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اس لئے دوبارہ غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا۔ اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبدالرحمٰن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کے لئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں بجز خوشنودئ خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کے لئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور ان کا حق تھا کہ ان کے لئے بہت دعا کی جائے۔ آخر دل نے ان کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن، مَیں نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا۔ تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو نجات بخشی گویا ان کو نئے سرے سے زندہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی امید نہ تھی۔ آپریشن کے بعد زخم مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اس کے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں۔ آخر چند ماہ کے بعد بکلّی شفا ہو گئی‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مردہ کا زندہ ہونا ہے۔ کاربنکل اور پھر اس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی۔ اس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر اس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے۔ ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اس کی صفات میں سے ایک اِحیاء کی صفت بھی ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 339-338)

پھر ان نشانات کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں (بالکل انگریزی نہیں آتی) تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے‘‘ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحات لکھے ہیں ان میں ’’یہ پیشگوئی ہے جس پر 25 برس گذر گئے اور وہ یہ ہے:۔

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

مَیں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہاں مَیں خوش ہوں۔ زندگی دکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ مَیں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین وآسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی حالانکہ میں انگریزی خوان نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں۔ مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو اس ملک کی تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے۔ سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دکھ اور تکلیف کی ہے مَیں اس کو دُور کروں گا اور مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کروں گا۔ اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل وجان سے میری بیعت میں داخل ہو گئے ہیں‘‘۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس پیشگوئی کے وقت میں کون جانتا تھا کہ کس وقت اس قدر نصرت آئے گی۔ سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ بھی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت اور معانی بھی نشان ہیں کیونکہ ان میں آئندہ کی خبر ہے‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 تا 318)

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ کی خبریں وہاں سے نکل کے ہم بیرونی دنیا میں بھی بڑی شان سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

”یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انبیا علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی شخص اگر حاکم مقرر کیا جاوے تو اس کو نشان دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کے لئے بھی نشانات ہوتے ہیں۔ اور مَیں دعوی سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں نہ ایک نہ دو، نہ دو سو بلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے۔ اور وہ نشانات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی انہیں جانتا نہیں بلکہ لاکھوں ان کے گواہ ہیں۔ اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اس جلسہ میں بھی صدہا ان کے گواہ موجود ہوں گے۔ آسمان سے میرے لئے نشان ظاہر ہوئے ہیں۔ زمین سے بھی ظاہر ہوئے ہیں“۔

اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں میں بھی بعض لوگ ان نشانات کے گواہ ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

”وہ نشانات جو میرے دعوی کے ساتھ مخصوص تھے اور جن کی قبل از وقت اَور نبیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خبر دی گئی تھی وہ بھی پورے ہو گئے۔ مثلاً ان میں سے ایک کسوف خسوف کا ہی نشان ہے جو تم سب نے دیکھا۔ یہ صحیح حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی اور مسیح کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ نشان پورا ہؤا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے جو یہ کہے کہ اس نے یہ نشان نہیں دیکھا؟ اور ایسا ہی یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اُس زمانہ میں طاعون پھیلے گی۔ یہاں تک شدید ہوگی کہ دس میں سے سات مر جاویں گے۔ اب بتاؤ کہ کیا طاعون کا نشان ظاہر ہؤا یا نہیں؟ پھر یہ بھی لکھا تھا کہ اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ کیا ریل کے اجراء سے یہ نشان پورا نہیں ہؤا؟ مَیں کہاں تک شمار کروں۔ یہ بہت بڑا سلسلہ نشانات کا ہے۔ اب غور کرو کہ مَیں تو دعوی کرنے والا دجّال اور کاذب قرار دیا گیا۔ پھر یہ کیا غضب ہؤا کہ مجھ کاذب کے لئے ہی یہ سارے نشان پورے ہو گئے؟ اور پھر اگر کوئی آنے والا اَور ہے تو اس کو کیا ملے گا؟ کچھ تو انصاف کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ کیا خدا تعالیٰ کسی جھوٹے کی بھی ایسی تائید کیا کرتا ہے؟ پھر عجیب بات ہے کہ جو میرے مقابلہ پر آیا وہ ناکام اور نامراد رہا اور مجھے جس آفت اور مصیبت میں مخالفین نے ڈالا مَیں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھا کر بتاوے کہ جھوٹوں کے ساتھ یہی معاملہ ہؤا کرتا ہے“؟ (لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 292-291)

جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بے شمار نشانات درج فرمائے ہیں۔ مَیں نے چند ایک کا ذکر کیا ہے۔ ایک مجلس میں آپ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہزاروں ایسے نشانات عطا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کے اس قدر لوگ اس جگہ موجود ہیں۔ کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کئی سو آدمی کو باہر سے بلوائیں اور اُن سے پوچھیں“۔ (بلکہ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر کی دنیا بھی نشانوں سے بھری پڑی ہے۔) آپ فرماتے ہیں ”اس قدر احبار اور اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقل اور فراست رکھتے ہیں اور دنیوی طور پر اپنے معقول روزگاروں پر قائم ہیں کیا ان کو تسلی نہیں ہوئی؟ کیا انہوں نے ایسی باتیں نہیں دیکھیں جن پر انسان کبھی قادر نہیں ہے؟ اگر ان سے سوال کیا جائے تو ہر ایک اپنے آپ کو اوّل درجہ کا گواہ قرار دے گا۔ کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جن میں عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ، سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہیں بغیر پوری تسلّی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہیں کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے؟ اور جبکہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہیں جس کی تصدیق کے لیے ہر وقت شخص مُکذّب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لیے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہیے“۔ (اگر حقیقت میں حق کی طلب ہے تو سوچو پھر نتیجہ کیا ہونا چاہئے) ”کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اگر اس گروہ میں جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور آسودہ روزگار اور بفضل الٰہی مالی حالتوں میں دوسروں کے محتاج نہیں ہیں اگر انہوں نے پورے طور پر میرے دعوے پر یقین حاصل نہیں کیا اور پوری تسلی نہیں پائی تو کیوں وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر اور عزیزوں سے علیحدہ ہو کر غربت اور مسافری میں اس جگہ میرے پاس بسر کرتے ہیں اور اپنی اپنی مقدرت کے موافق مالی امداد میں میرے سلسلہ کے لیے فدا اور دلدادہ ہیں“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 315-314۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

اور نشانات کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر گواہ بنتے ہوئے آج بھی جاری ہے۔ مَیں موجودہ زمانے کے چند ایک واقعات آپ کو بتاتا ہوں۔

مالی کے ہمارے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ کولی کورو (Koulikoro) میں ایک بزرگ ابوبکر سانوغو (Abobacar Sanogo) صاحب نے بہت عرصہ پہلے ایک خواب دیکھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ ایک جگہ فلم دیکھنے گئے ہیں۔ اس فلم سے واپس آتے ہوئے دیکھا کہ سورج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ یہ نظارہ سب کے لئے بہت ہی خوفناک تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو قیامت کی نشانی ہے۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ خواب میں ہی سب لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا اور چھپنے کی جگہ تلاش کرنے لگے۔ اسی اثناء میں انہیں ایک چہرہ دکھایا گیا اور ساتھ ایک تلوار انہیں دی گئی۔ خواب میں بتایا گیا کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کی تلوار ہے جو کہ آپ کو دی جاتی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ڈر کے چھپ گئے ہیں مگر وہ بزرگ امام مہدی علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس خواب کی آپ نے اس وقت یہ تعبیر کی کہ امام مہدی ظاہر ہو گئے ہیں مگر اس وقت تک انہیں خبر نہ تھی اور نہ کبھی امام مہدی کی آمد کا سنا تھا لیکن دل میں تھا کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب جبکہ کولی کورو میں احمدیہ ریڈیو 'النور' شروع ہوا تو انہوں نے ایک دن اس پر امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر سنی اور یہ خبر سنتے ہی ان کو اپنی پرانی خواب یاد آ گئی اور اسی دن احمدیہ ریڈیو سٹیشن آئے اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

یہ تلوار دلائل کی تلوار ہے کوئی مادی تلوار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کی، نشانات کی تلوار ہے جو حق کی تلوار ہے، جو باطل کو توڑنے والی ہے۔ پس یہ تلواریں ہیں جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

پھر ایک واقعہ ہے۔ سعودی عرب سے ایک احمدی لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے مجھے ہمیشہ دوسروں کی رائے کا احترام کرنا سکھایا۔ خواہ کہنے والا کوئی بھی ہو۔ نیز یہ کہ اگر تنقید تعمیری اور مفید ہو تو اسے قبول کرنا چاہئے خواہ تنقید کرنے والا کوئی بھی ہو۔ کہتے ہیں اسی اصول کی بناء پر مَیں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں تحقیق شروع کی تو معلوم ہوا کہ یہی جماعت قرآن و سنت پر مشتمل صحیح اسلامی عقائد اور افکار پیش کرتی ہے۔ تقریباً ایک سال قبل مَیں ٹی وی پر یونہی چینل گھما رہا تھا کہ اچانک آپ کے چینل پر نظر پڑ گئی۔ اس وقت اردو کا کوئی پروگرام چل رہا تھا اور ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی جا رہی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا جب مَیں نے حضور کی تصویر دیکھی۔ تصویر کے ساتھ کمنٹری میں ان کو مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کہا جا رہا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ اس شخص کی شکل اولیاء اللہ اور صالحین جیسی ہے۔ چہرے پر ایک سکون اور اطمینان ہے۔ میرے دل نے کہا کہ یہ چہرہ نبیوں والا چہرہ ہے جسے دیکھ کر ہی پہچانا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ انہی دنوں عیسائی چینلز پر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملوں اور استہزاء کو دیکھ کر دل بہت کڑھتا تھا۔ ان چینلز پر پادری زکریا پطرس اسلام پر حملے کیا کرتا تھا۔ مجھے بشدت خواہش ہوتی تھی کہ سعودی عرب یا کسی اور ملک کا عالم اس کا جواب دے۔ دن گزرتے گئے اور میرا غم مزید بڑھتا گیا۔ اسی دوران ایک روز ایم ٹی اے پر ایک پروگرام میں مکرم مصطفیٰ ثابت اور ہانی طاہر اور طاہر ندیم صاحب کو اسلام کا دفاع کرتے اور بڑی خوش اسلوبی سے زکریا پطرس کے اسلام پر حملوں کا جواب دیتے ہوئے دیکھا۔ ان کے دلائل اور پختگی اور قوت کو دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ دلائل قرآن و حدیث پر مبنی تھے اور اس کے بعد باقاعدگی سے ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھنے لگا۔ کہتے ہیں دوسری طرف جن دوستوں سے جماعت کے بارے میں بات ہوتی وہ جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے۔ مجھے اس بات کا دلی دکھ تھا اور میں سوچتا تھا کہ کلمہ شہادت پڑھنے والے لوگوں کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کے بعد جماعت کے بارے میں مزید سنجیدگی سے تحقیق کرنے لگا۔ انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ غرض ہر جگہ سے معلومات اکٹھی کیں۔ جماعتی ویب سائٹ کا بھی بالاستیعاب مطالعہ کیا اور بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا۔ آپ کی کتب کی عبارات اعجازی رنگ رکھتی تھیں۔ اس پر میرا سینہ کھل گیا کہ یہ وہی امام مہدی ہیں جن کی بعثت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

پھر مالی کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک روز سکسیکا گو درو باتس (Chiek Sidago Drobate) صاحب ہمارے احمدیہ ریڈیو ”النور“ آئے اور بتایا کہ وہ احمدیہ ریڈیو باقاعدگی سے سنتے ہیں مگر آج وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھنے آئے ہیں۔ چنانچہ جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو دیکھتے ہی پکار اٹھے کہ یہ تصویر کسی نورانی وجود کی تصویر ہے۔ کافی دیر تک وہ یہ تصویر دیکھتے رہے اور کہنے لگے کہ واقعی یہی امام مہدی ہیں اور اس تصویر میں نور اور صداقت دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی اور یہ تصویر انہیں پسند آئی اور مانگ کر لے بھی گئے۔

پھر دِدگو ریجن کی ایک جماعت (Noki Badala) نوکی بادلا کے ایک احمدی اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے وہ مالکیہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں جو کچھ دیکھتے تھے وہ ان کو پسند نہیں تھا۔ اور جب وہ مسلمانوں کی حالت دیکھتے تو کہتے کہ اگر یہ مسلمان ہیں تو میری اسلام سے توبہ۔ اور وہ کہتے تھے کہ ان کو کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور وہ کہاں چلے جائیں۔ وہ کہتے کہ اس سے بہتر تھا کہ میں جنگل میں زندگی گزار لیتا۔ ان کا دل چاہا کہ وہ عیسائی ہو جائیں لیکن عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اس وجہ سے وہ عیسائی نہیں ہوئے۔ ایک دفعہ ایک گاؤں کورمہ (Korma) گئے تو وہاں پر ریڈیو احمدیہ بوبوجلاسو برکینا فاسو سنا اور ریڈیو پر امام مہدی کے بارے میں بیان ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں ہم نے امام مہدی کی آمد کے بارے میں بچپن سے ہی سن رکھا تھا۔ ریڈیو کی اس تبلیغ نے میرے تجسس کو اور بڑھا دیا اور میں بالآخر ریڈیو اسٹیشن چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انشراح صدر بخشی اور مجھے ہدایت کے نور سے منور کر دیا۔ اس کے بعد میں نے مشن ہاؤس آ کے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد انہوں نے اپنے گاؤں میں جا کر تبلیغ شروع کر دی اور احمدیت کے بارے میں لوگوں کو بتایا۔ آخر ان کی کوششوں سے وہاں ایک بڑی جماعت قائم ہو گئی ہے۔

پس اس زمانے میں بھی خدا تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھنے اور نیک نیتی سے ہدایت کی تلاش میں جو لوگ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے وجود کا بھی احساس دلاتا ہے اور سچائی کی طرف بھی لے کر آتا ہے اور اپنے پیارے اور بھیجے ہوئے کی طرف رہنمائی بھی فرماتا ہے۔

پس یہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی نظر آ سکتے ہیں اور کیونکہ آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ عاشق صادق ہیں جنہوں نے آپ کے فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا اعزاز پایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ

”مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔ میں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرّب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں ہے“۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 260)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت اور محبت اور قرب حاصل ہو اور ہم اس سونے کی کان سے حقیقی رنگ میں فائدہ اٹھا سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے نکالی ہے اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی اس کو حاصل کر کے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔

[اس موقع پر احباب نے نعرے بلند کرنے شروع کئے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:]

نعرے بند کریں۔ پہلے دعا کر لیں۔ دعا کر لیں۔

[دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:]

اب ذرا جلسے کے یہ کوائف سن لیں۔ جلسے کی حاضری کے کوائف جو بیان کئے جاتے ہیں اس کے مطابق مستورات کی حاضری سولہ ہزار چھتیس اور مردوں کی سترہ ہزار ایک سو پینتیس۔ تبلیغی مہمان ایک ہزار سات، کل حاضری تینتیس ہزار ایک سو اکہتر (33171)۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتّر (72) ممالک کی نمائندگی ہے۔ شمولیت بیرون از جرمنی، جو باہر سے لوگ شامل ہوئے ہیں وہ تین ہزار دو سو سات ہیں۔

گزشتہ سال کتنی حاضری تھی۔ بتیس ہزار؟ تو اس سال کل حاضری تینتیس ہزار ایک سو اکہتر ہے الحمدللہ۔

نظمیں شروع کر دیں۔ نظمیں شروع کریں۔ وقت نہ ضائع کریں۔

[اس کے بعد مختلف گروپس نے مختلف زبانوں میں دینی نظمیں پڑھیں]........................

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ قادیان 2014ء

......از صفحہ نمبر 2

بتایا تھا کہ ان دنوں میں دنیا کے مختلف ممالک میں جلسے منعقد ہورہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج ان کا آخری دن ہے۔ جن ممالک میں ان دنوں میں جلسوں کا انعقاد ہوا ان میں نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، سینیگال اور اسی طرح امریکہ کے ایسٹ کوسٹ کا جلسہ بھی شامل تھا۔ حضور نے بتایا کہ افریقن ممالک میں تو وقت بھی تقریباً یہی ہے اور یہ کہ حضور کی تقریر کے ساتھ دعا کے بعد ان ممالک کے جلسے بھی اختتام پذیر ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کو ہمارے جلسوں سے جو پیغام ملتا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوتا ہے۔ پس جہاں یہ جلسے ہماری اندرونی صفائی اور روحانیت میں ترقی کا ذریعہ ہیں وہاں دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و وقار کو قائم کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے حسن کو دکھانے کا ذریعہ بھی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ گویا ہم یہاں جمع ہیں اسلام کو علمی اور عملی رنگ میں دنیا کو دکھانے کے لئے۔ یہ ایک عظیم کام اور ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے اپنے اوپر لی ہے اور یہ عظیم کام اور بڑی ذمہ داری اس وقت مزید اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے جب ہماری آواز سے آواز ملانے میں مسلمانوں کی بڑی اکثریت یا خاموش ہے یا مخالف ہے۔ اور اسلام کی تعلیم کو بعض معاملات میں خاص طور پر قیام امن کے لئے دوسرے مسلمان اس سے بالکل مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں جس طرح ہم نے قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے سمجھا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسلمان کہلانے والے بعض گروہ یا تنظیمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کو نہ سمجھتے ہوئے یا بعض تاریخی حقائق سے ناواقفیت کی وجہ سے یا نئے اور پرانے غلط نظریات کی وجہ سے یا اپنے مفادات کی خاطر اسلام کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال ان باتوں، ان نظریات اور ان کی وجہ سے غلط عمل نے غیر مسلم دنیا میں یہ غلط تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ اسلام نعوذ باللہ شدت پسندی اور دہشت گردی کا مذہب ہے۔ ہم احمدی خود ان شدت پسندوں کے عمل کی وجہ سے شدت پسندی اور دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے ہوئے ہیں یا چڑھتے ہیں۔ ابھی کل ہی ہمارے ایک احمدی کو شہید کیا گیا۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ لیکن ہم ان حرکتوں کا اسی طرح جواب نہیں دیتے جس طرح ان کے عمل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ شدّت پسند سب سے زیادہ نقصان اسلام کو اور مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں۔ پھر جہاد کا غلط تصور قائم کر کے خود آپس میں بھی دست وگریبان ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ چاہے یہ مسلمانوں کی طرف سے شدّت پسندی ہے یا جہاد کا غلط تصور قائم کر کے دنیا کے امن کو برباد کرنا ہے۔ مسلمان گروہوں کے اس عمل نے اسلام کی خوبصورت اور امن پسند اور سلامتی کی تعلیم کا دنیا

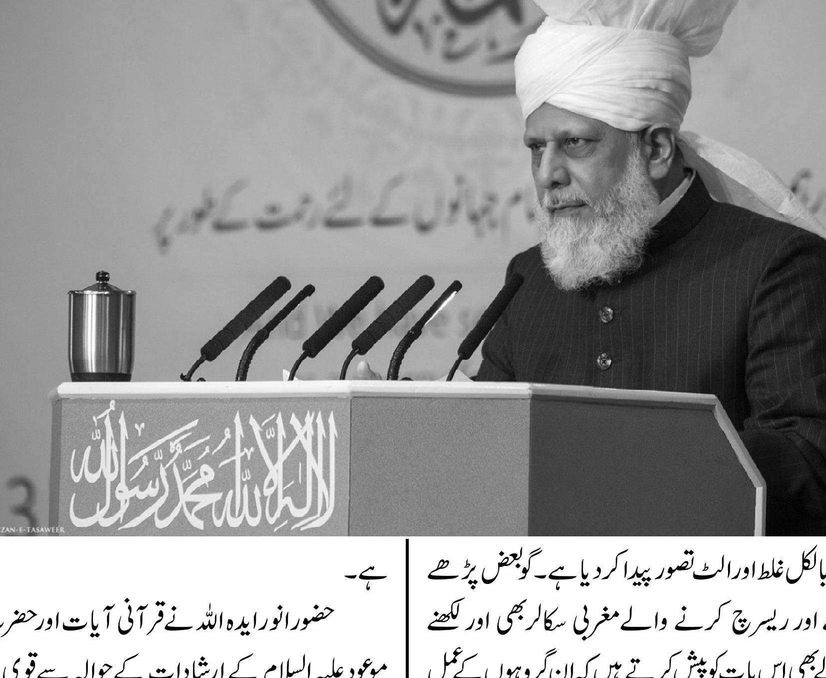

میں بالکل غلط اور الٹ تصور پیدا کر دیا ہے۔ گو بعض پڑھے لکھے اور ریسرچ کرنے والے مغربی سکالر بھی اور لکھنے والے بھی اس بات کو پیش کرتے ہیں کہ ان گروہوں کے عمل اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں لیکن عموماً دنیا والے میڈیا کے ذریعہ جو واقعات سامنے آتے ہیں ان کو دیکھ کر اور ان کو سن کر مسلمانوں کے خلاف بالکل الٹ رائے قائم کرتے ہیں۔ ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس حالت کو پیدا کرنے میں قصور ہمارے مسلمانوں کا ہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جن کو اسلامی تعلیم سے واقفیت ہے چاہے وہ غیر مسلم ہو اس کو پتا ہے کہ اسلام کی تعلیم شدت پسندی کی نہیں بلکہ رحم، عفو اور انصاف پسندی کی تعلیم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پس آج یہ ہمارا کام ہے کہ ہر جگہ ہر سطح پر مسیح محمدی کی نمائندگی میں اسلام کی امن پسند تعلیم دنیا کو بتائیں۔

حضور انور نے جہاد کے حقیقی اسلامی تصور سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ حقیقی اسلام کو نہ ہی کسی کی جان لینے کی ضرورت ہے نہ ہی قیدی بنانے کی۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ جو کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے لینا چاہتے ہیں ہم اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اسلام کے متعلق شدت پسندوں کے خیالات کو دنیا کے دماغوں سے نکالیں اور ان کے دلوں میں وہ حقیقی اسلامی تعلیم پھیلائیں جن کے پھیلانے کے لئے اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

تمام سچے مسلمان جو دنیا میں گزرے کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے بلکہ ہمیشہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے دنیا میں پھیلا ہے۔ پس جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے قرآنی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے قوی دلائل پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔ اور قرآن کریم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہ صدق اور اس طرح ایمان نہیں ہوتا کہ قربانیاں کریں۔

حضور انور نے جنگ کی فتوحات کے ذریعہ اسلام کے پھیلنے کے الزام کو سختی سے ردّ فرمایا اور تاریخی شواہد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ افریقہ کے ریگستانوں میں جنگوں سے نہیں، جنگجوؤں سے نہیں بلکہ درویشوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا تھا۔ پھر چین میں اسلام حملوں نے نہیں بلکہ اسلام کا درد رکھنے والوں نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر پہنچایا تھا۔ ہندوستان میں بھی اسلام ٹاٹ پوش درویشوں کے ذریعے پھیلا تھا اگر صرف تلوار کے زور سے ہوتا تو لاکھوں لوگ اسلام چھوڑ چکے ہوتے۔ اسی طرح یورپ میں بھی اسلام کو دل سے قبول کیا گیا۔ ہاں جب سپین عیسائی بادشاہوں کے قبضے میں آیا تو عیسائیت ضرور تلوار کے زور سے پھیلائی گئی اور مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اور بعض انصاف پسند عیسائی مؤرخ لکھنے والے اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سپین میں مَیں نے وہ علاقے بھی دیکھے ہیں جہاں کئی دہائیوں بلکہ ڈیڑھ دو سو سال تک مسلمانوں نے غاروں اور پہاڑوں میں چھپ کر اپنے ایمان کو سلامت رکھا۔ آخر دھوکے سے ان کو یا سمندر میں غرق کر دیا گیا یا تلوار کے زور سے عیسائی بنالیا گیا یا قتل کر دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک مسلمان تنظیم کی عورت مجھے ملی۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم اصل سپینش لگتی ہو تم نے کب اسلام قبول کیا؟ کہنے لگی کہ میں نومسلم نہیں ہوں۔ اب مذہبی آزادی ملی ہے تو میں اپنے اصلی مذہب اسلام میں واپس آئی ہوں۔ پس ایسے لوگ بھی ہیں سپین میں جو سینکڑوں سال بعد واپس لوٹے ہیں۔

حضور انور نے اپنے دورۂ سپین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ سپین کے ایک پروفیسر جو اسلام کی تاریخ کے ان کھوئے ہوئے بابوں کی تلاش میں ہیں جو عرصہ سے زیر زمین ہوئے ہوئے تھے اور پرانے کھنڈرات اور مسلمانوں کی تاریخ نکالتے رہتے ہیں۔ مجھے خاص طور پر جب میں سپین گیا ہوں ان کھنڈرات میں لے کر گئے جہاں سے سب سے آخر میں مسلمانوں نے اپنے دین کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے قربانیاں دی تھیں اور وہاں اسلام سب سے آخر میں ختم ہوا تھا۔ یہ پروفیسر عیسائی ہونے کے باوجود مجھے کہنے لگے کہ یہ علاقہ ہے جو تمہیں اب لے لینا چاہئے تاکہ دوبارہ اسلام کی تعلیم یہاں زندہ ہو۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں میں نے کہا کہ یقیناً ہم یہ لیں گے۔ جس علاقے سے تم نے اسلام کو تلوار کے زور سے ختم کیا تھا ہم محبت کی تلوار سے دل جیت کر اسے واپس لیں گے۔ پس یہ وہ مقصد ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے۔ یہی ہمیں مسیح محمدی نے بتایا ہے کہ میرے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اسلام کے متعلق شدت پسندی اور جہاد کے غلط نظریے کو باطل کر کے دنیا کو بتاؤں کہ اسلام وہ خوبصورت مذہب ہے جس کو کسی تلوار کی ضرورت نہیں، جو دلوں کو فتح کرتا ہے اور دلوں میں کھب جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں۔ لیکن جماعت کے مخالفین جماعت پر جہاد کی منسوخی کا الزام لگاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں ان لوگوں پر الزام لگانے کی ضرورت نہیں کہ ہمارے مخالفین کیا ہیں اور کس طرح کے ان کے عمل ہیں اور انہوں نے اسلام کو کس حد تک دنیا میں بدنام کیا ہے۔ لیکن ہم جو مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلاموں میں سے ہیں ہم بڑے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل اور اس کی تبلیغ صرف اور صرف غلام مسیح محمدی ہی کر رہے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانے کا عہد لیا ہے۔ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی عزت کو تمام دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنے عہدوں کو نبھا رہی ہے۔

ہم ہی ہیں جو دنیا کو بتا رہے ہیں کہ اسلام امن اور سلامتی اور محبت اور بھائی چارے کا مذہب ہے اور اگر قرون اولیٰ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنگیں ہوئیں تو وہ دین کے نام پر قتل عام کرنے کے لئے نہیں تھیں اور وہ دنیا کے امن کو برباد کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ دنیا میں امن اور سلامتی کے قیام کے لئے ہوئی تھیں۔ دنیا میں ظلم کرنے والوں کے ظلموں کو ختم کرنے کے لئے ہوئی تھیں۔ لیکن اب مذہبی جنگیں اسلام پر ٹھونسی نہیں جاتیں اس لئے جہاد کا جو طریق ہے وہی بدل گیا ہے۔ جنگوں کا طریق بھی بدل گیا ہے اور یہ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہے۔

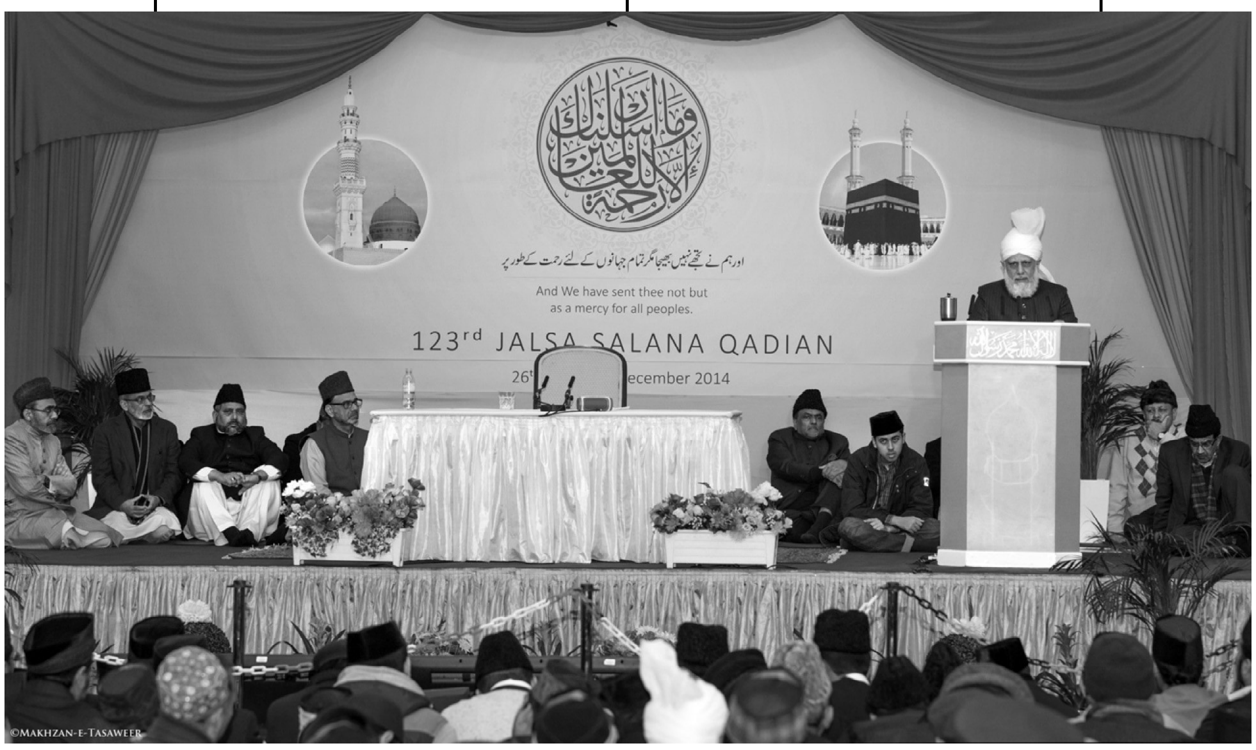

حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اسلام کی امن کی تعلیم اور دین میں جبر کی نفی کے مزید دلائل کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ کس طرح مولویوں نے اپنے پُر جوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بنا دیا ہے۔ اور جہاد کے نام پر صرف غیر مسلموں کی نہیں بلکہ خود مسلمان مسلمان کی جانیں لے رہا ہے۔ جہاد کے نام پر اس کی تازہ مثال گزشتہ دنوں پشاور کے سکول میں بہیمانہ طریق پر بچوں کا قتل تھا۔ ان کا خون بہانا تھا۔ ان کو شہید کرنا تھا۔ حضور نے بتایا کہ یہ ظلم اور بھی بڑھ جاتا ہے جب پاکستان کے ایک ٹی وی پروگرام میں کچھ علماء نے بیٹھ کر احمدیوں پر یہ الزام لگایا کہ یہ سب دہشتگردی انہوں نے کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اقتباس بھی پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے مذہب کے نام پر قتال اور جنگ اور خونریزی کے غلط عقائد کا بدلائل استیصال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آ چکا۔ اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت وخون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت برا اور موجب غضب الٰہی جانے گا۔...... یہ طریق جہاد جس پر اس زمانے کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ نفس امّارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔“

اس نہایت بصیرت افروز خطاب کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے۔ ہمارا کام ہے کہ اسلام کی خدمت کا حق ادا کرتے ہوئے آج یہ عہد کرتے ہوئے اٹھیں کہ ہم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا نمونہ بننا ہے۔ ہر سطح پر محبت، پیار، بھائی چارہ، سلامتی اور امن کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ دنیا کو حقیقی اسلامی تعلیم کے بارے میں بتانا ہے۔ دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے اور ربّ العالمین کا اِدراک دنیا کو دیتے ہوئے انسانیت کو محبت پیار اور بھائی چارے کے اسلوب سکھانے ہیں۔ محبتوں کو بکھیرنا ہے اور نفرتوں کو دُور کرنا ہے۔ خاص طور پر وہ لوگ جو اس وقت مسیح محمدی کی بستی میں بیٹھے ہیں۔ جلسہ سن رہے ہیں۔ دور دراز سے وہاں جلسہ سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ان کو اس بات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع کے کام کی تکمیل کے لئے کس طرح اپنے رات دن بسر کئے ہیں اور اب یہ ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ پس اس کے بارے میں سوچیں غور کریں اور اپنی حالتوں کو بدلیں اور عہد کریں کہ ہم نے یہ ذمہ داری نبھانی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے فرمایا اب ہم دعا کریں گے۔ دعا میں اس بات کو بھی سامنے رکھیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور اپنے مفادات کے لئے ہر قوم جس تباہی کی طرف جا رہی ہے اس سے یہ لوگ بچ جائیں۔ دنیا کے حالات بہت خوفناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو دنیا کو اس تباہی سے بچا سکتا ہے اور اس کے لئے احمدیوں کو بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جماعت کی ترقی کے لئے بھی دعا کریں۔ جماعت کی ترقی بھی دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنا یہ حق ادا کرنے والے ہوں۔ یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ خیریت سے جلسہ پر آئے ہوئے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں میں لے جائے۔ خاص طور پر قادیان کے جلسے میں مختلف ممالک کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے احمدی بھی ہیں جن کے لئے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو خیریت سے لے جائے اور خیریت سے رکھے۔

عرب ممالک میں بھی ہمارے احمدی بعض جگہوں پر بڑی مشکلات میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی آسانیاں پیدا فرمائے۔ افریقہ میں بھی جو ایبولا (Ebola) کی بیماری پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی دُور کرنے کے سامان پیدا فرمائے اور ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ مسلم ممالک کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیڈروں کو بھی عقل دے اور عوام الناس کو بھی۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے نام پر ظلم کرنے والے ہر طبقے اور ہر گروہ کا خاتمہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ نیا سال جو انشاء اللہ تین دن بعد چڑھنے والا ہے ہمارے لئے انتہائی خوشیوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے۔

اس کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی جس میں نہ صرف لندن اور قادیان اور دنیا کے مختلف ممالک میں جہاں حضور کے اس خطاب کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہو رہا تھا بلکہ دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ اس بابرکت جلسہ میں شامل ہوئے۔ خدا کرے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک سیادت و امامت میں کی گئی یہ عاجزانہ دعائیں اس کے حضور قبولیت کا خاص شرف پائیں اور نیا سال تمام احمدیوں کے لئے انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے خیر و برکت کا سال ہو اور اسلام احمدیت کے لئے مزید ترقیات اور تمام عالم کے لئے امن و سلامتی کو اپنے جلو میں لیتے ہوئے ہم پر چڑھے۔ ’خیر ہی خیر رہے خیر کے رستے کھل جائیں‘ اور ’ہر دن چڑھے مبارک ، ہر شب بخیر گزرے‘۔

دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ قادیان میں اس وقت جلسہ میں 18 ہزار 700 سے زائد افراد موجود ہیں اور 37 ممالک کی نمائندگی ہے اور یہاں کی حاضری 5 ہزار 400 سے اوپر ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ پہلے یہاں سے ایک نظم ہوگی اس کے بعد قادیان والے نظم پڑھیں گے۔ چنانچہ حضور انور کے ارشاد پر عزیزم مرتضیٰ منّان صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام

’ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیاں‘

کے بعض منتخب اشعار اپنی خوبصورت اور مترنّم آواز میں پڑھ کر سنائے۔ اس نظم کے دوران بھی افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کے قلبی جذبات میں ایک عجیب ہیجان اور روحانی کیف و سرور کی کیفیت تھی۔

{حضور انور ایدہ اللہ کے اس خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ}

حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب اور اس نظم اور بعد میں قادیان سے پڑھے جانے والے دینی نغموں کے دوران بھی ایم ٹی اے پر قادیان کے مقدّس مقامات اور جلسہ سالانہ کے مختلف مناظر دکھانے کا سلسلہ جاری رہا۔

یہ خوبصورت نظارے دلوں کو لبھانے والے اور جماعت احمدیہ کی ترقی اور جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے عظیم اور روشن گواہ تھے۔ دارالمسیح اور منارۃ المسیح جو خوبصورت برقی قمقموں سے آراستہ تھے بہت ہی دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مزار مبارک اور بہشتی مقبرہ کی قبروں کے سرہانے ایک ترتیب سے لگے ہوئے قطار در قطار سفید بُرّاق کتبات کا ایک نظارہ بھی بہت اثر انگیز اور دلوں کو گداز کرنے والا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ قطعہ زمین چاندی کا کوئی ٹکڑا ہے جہاں خدا کے پیارے مسیح اور آپ کے کئی جانثار صحابہ اور اسلام احمدیت کی ترقی کے لئے قابل تقلید قربانیاں کرنے والے آپ کے کئی متقی اور پارسا افراد مدفون ہیں۔

عزیزم مرتضیٰ منان کی نظم کے بعد قادیان سے مختلف گروپس میں احمدی بچوں اور بچیوں نے کورس کی شکل میں پاکیزہ دینی نظمیں نہایت خوش الحانی سے پڑھیں۔ سب سے پہلے نوجوانوں کے ایک گروپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ’حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی‘ کے بعض بند پڑھے۔ پھر اطفال کے ایک گروپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی معروف نظم ’بدرگاہ ذی شان خیرالانامؐ‘ کے چند اشعار پڑھے۔ پھر عربی، بنگلہ، تامل، اردو زبانوں میں بچوں اور بچیوں نے دینی ترانوں سے دلوں کو گرمایا۔ سب سے آخر پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نظم

لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو
بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو

سے کچھ منتخب اشعار پڑھے گئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت مبارک موجودگی میں قادیان کی سرزمین سے ان پاکیزہ نغمات کا پڑھا جانا اور پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ ان نغمات کا ساری دنیا میں گونجنا بہت ہی دلفریب اور ایمان افروز اور روح پرور سماں تھا۔ جہاں ان لمحات میں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں کے دل خدا کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز تھے اور وہ اپنے قلبی جذبات و کیفیات کو اپنے سینوں میں ضبط کے بندھنوں میں جکڑ کر رکھے ہوئے تھے وہاں کئی ایسے بھی تھے جن کی آنکھوں سے تشکّر کے آنسو بہہ رہے تھے اور ان کی آنکھوں کی نمی ان کے قلبی جذبات کی عکّاسی کر رہی تھی۔ ان نغمات کے آخر پر حضور انور نے ایک دفعہ پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے محبت بھرے پیغام کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام فرمایا۔

بیت الفتوح میں جمع ہونے والے احباب کے لئے جماعت احمدیہ یوکے نے دوپہر کے کھانے کا انتظام بھی کیا ہوا تھا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدا میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار افراد نے مسیح پاک علیہ السلام کے لنگر سے فیض اٹھایا اور احباب جلسہ کے کامیاب و بابرکت انعقاد پر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

غزوات وسرایا

غزوۂ تبوک

رجب 9 ہجری (ستمبر 630ء)

بریگیڈئر (ر) دبیر احمد پیر

پس منظر:

فتح مکہ کے بعد عرب کے شمال سرحدی علاقوں میں سکونت رکھنے والے قبائل بھی قیصر کے رسوخ سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنے لگے تھے۔ ان قبائل میں سے عزرہ اور بلیی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ سلطنت روما کے لئے یہ صورتحال تشویش کا باعث تھی جو اسے مدینہ پر حملہ کے لئے انگیخت کرنے کا موجب ہوسکتی تھی۔ فتح مکہ نے اسلامی سلطنت کو عرب میں مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا تھا اور ایسی طاقت ثابت کر دیا تھا کہ اس وقت دنیا کی دو بڑی حکومتیں اس طاقت کو کچلنے کے لئے سنجیدہ ہوچکی تھیں اور عملی طور پر اقدام کرنے لگی تھیں۔

ان دنوں کسریٰ فارس کی حکومت اندرونی سازشوں کا شکار ہونے کے سبب غیر فعّال ہوچکی تھی جس کی وجہ سے اس کے زیرنگین کئی علاقے بھی یکے بعد دیگرے اسلامی سلطنت کا حصہ بن چکے تھے اور وہاں کے حکمران اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر چکے تھے۔ ان حالات میں کسریٰ کی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ٹکّر لینے کی ہمت نہیں تھی۔

سلطنت روما 2 ہجری میں فارس کی سلطنت کو شکست دینے کے بعد دنیا کی طاقتورترین سلطنت بن چکی تھی۔ فتح مکہ کے بعد اسلامی سلطنت کی بالادستی سارے عرب میں ثابت اور قائم ہوچکی تھی۔ یہ صورتحال قیصر کے ماتحت عرب کے شمالی علاقوں اور ان سے ملحقہ شامی علاقوں کے حکمرانوں کے لئے عموماً اور قیصر کی مرکزی حکومت کے لئے خصوصاً بہت بڑا خطرہ تھی۔ اس صورتحال سے نپٹنے کے لئے اس کے پاس سوائے ایک فیصلہ کن جنگ کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ غسّانی حکمران تو پہلے ہی مدینہ پر حملہ کی دھمکیاں دے چکے تھے اور اب امکان تھا کہ اس خطرہ سے نپٹنے کے لئے ان علاقوں کے حکمران سلطنت روما کی مرکزی حکومت کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کی تیاری کریں گے۔

6 ہجری میں قیصر روم کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے بعد ان کے اور مدینہ کے درمیان کئی اہم واقعات رونما ہوئے جن میں بصریٰ کے حاکم حارث بن ابی شمر اور بلقاء کے علاقہ کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسّانی کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط، ان کا سفیر اسلام حضرت حارث بن عمیرؓ کو شہید کرنا، عرب کے شمالی علاقوں نیز شام کے جنوبی علاقوں میں اسلام کے خلاف نفرت و مخالفت کی فضا کا قائم ہونا، بصریٰ کے حاکم کا مدینہ پر حملہ کی دھمکی دینا اور اس کے لئے تیاری کرنا، 8 ہجری میں موتہ اور السلاسل کے سرایا وغیرہ بھی غزوہ تبوک کا وسیع پس منظر پیش کرتے ہیں۔

رومی فوج کی تیاریاں اور مدینہ پر اثرات

جب بصریٰ کے عیسائی حکمران حارث بن ابی شمر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا تو اس نے اس پر اپنے منفی ردّعمل اور عداوت کا اظہار کیا اور مدینہ پر حملہ کی دھمکی دی جس کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں کو ایک عرصہ تک یہ توقع رہی کہ وہ کسی بھی وقت مدینہ پر حملہ کر دے گا۔ لیکن اب یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مسلمانوں سے جنگ کے لئے غسّانی لوگ بالکل تیار ہیں اور اپنے گھوڑوں کو نعل لگوا رہے ہیں۔ شام کے نبطی قبیلہ کے لوگ جو تیل کی تجارت کے لئے عرب کا سفر کرتے تھے، انہی دنوں مدینہ آئے تو ان کے ذریعہ اہل مدینہ کو رومی فوج کی تیاریوں کا علم ہوا کہ قیصر نے روم کے ایک عظیم سپہ سالار کی قیادت میں کئی قبائل کے جنگجوؤں پر مشتمل 40000 سپاہیوں کا ایک لشکر جرّار تیار کیا ہے اور یہ لشکر بلقاء کے مقام پر جمع ہو رہا ہے۔

مدینہ میں منافقین کی سرگرمیاں

فتح مکہ کے بعد سے منافقین کی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ کسی طرح مسلمان سلطنت روما سے ٹکرلیں اور تباہ ہوجائیں۔ ابوعامر راہب ایک مشہور دشمن اسلام تھا جس کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ وہ نہ تو عیسائی تھا اور نہ ہی یہودی لیکن یہود و نصاریٰ کے ساتھ گہرے تعلقات رکھتا تھا اور ان کے وظائف وغیرہ کا بھی ماہر تھا۔ اسی وجہ سے ابوعامر راہب کے نام سے مشہور تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس نے مدینہ کے منافقین سے تعلقات پیدا کئے اور انہوں نے مل کر یہ سازش تیار کی کہ ابوعامر تو شام جا کر قیصر اور عرب عیسائی قبائل کو مدینہ پر حملہ کے لئے اکسائے گا جبکہ مدینہ میں منافقین قیصر روم کے حملہ کی افواہیں پھیلا کر مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا کریں گے اور ان کے حوصلے توڑیں گے۔

اس منصوبہ بندی کے تحت ابوعامر شام روانہ ہوگیا اور ادھر مدینہ میں منافق روز نئی افواہوں کے ذریعہ شر پھیلانے میں مستعد ہوگئے۔ وہ روز اس طرح کی کوئی نہ کوئی افواہ پھیلا دیتے کہ فلاں قافلہ آیا تھا جس نے یہ خبر دی کہ قیصر مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ فلاں قافلہ والے یہ بتاتے تھے کہ رومی فوج مدینہ پر حملہ کر رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی افواہیں اس کثرت اور تیزی سے پھیلنی شروع ہوئیں کہ مدینہ کی فضا میں خوف کے سائے منڈلانے لگے۔

تبوک کے لئے تیاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افواہوں کے پیش نظر یہ فیصلہ فرمایا کہ قبل اس کے کہ رومی فوج اسلامی سلطنت میں داخل ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود جا کر شام کی سرحدوں پر رومی فوج سے مقابلہ کریں گے۔

یہ ماہ ستمبر کے آخری ایام تھے اور موسم خوب گرم تھا۔ عرب میں اس سال قحط سالی کی وجہ سے مسلمانوں کے مالی حالات بھی خراب تھے۔ باغوں میں پھل کم لگا تھا اور غلہ کی پیداوار بھی کم ہوئی تھی۔ فصلیں اس وقت مکمل طور پر تیار تھیں۔ سواریاں بہت تھوڑی تھیں جبکہ سفر کٹھن اور دور دراز کے علاقے کا تھا۔ گویا کہ اس مہم کے لئے وسائل کم اور مسائل زیادہ تھے۔ منافقین ان حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انفرادی طور پر مسلمانوں کے پاس جا جا کر ہراساں کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے بڑے لشکر اور اس قدر عظیم سلطنت کے مقابلہ کے لئے تمہیں نہیں جانا چاہئے۔ وہ چاہتے تھے کہ کم سے کم مسلمان اس غزوہ میں شرکت کریں تا کہ شکست حتمی ہو۔

گزشتہ غزوات کو مدنظر رکھتے ہوئے صحابہ یہ جانتے تھے کہ اسلامی لشکر میں مجاہدوں کی تعداد کی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس غزوہ پر جانا ہر حالت میں ضروری ہے لیکن وسائل نہ ہونے کی وجہ سے جایا کیسے جائے۔ چونکہ مسلمانوں کے پاس سامان حرب محدود تھا اور دوران سال کئی قبائل کی امداد اور بکثرت وفود کی آمد کی وجہ سے بیت المال بھی خالی تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورتحال کے مدنظر تمام مسلمان قبائل سے سامان حرب کے ساتھ افرادی اور مالی مدد بھی طلب کر لی۔

مدینہ میں غزوہ کے لئے تیاری کا اعلان سنتے ہی گہما گہمی شروع ہوگئی۔ صحابہ نے حالات کے پیش نظر ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مال کا نصف پیش کر دیا جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال اس غزوہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ’’یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں اور گھر میں بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے 900 اونٹ، 100 گھوڑے، 200 اوقیہ چاندی اور 1000 دینار پیش کئے۔ اسی طرح باقی صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق انتہائی اور اپنی استطاعت کی آخری حدوں پر پہنچ کر قربانیاں پیش کیں۔

غزوہ کی تیاریوں کے دوران منافقین بھی اپنا کام دکھاتے رہے اور نئے نئے حربوں کو استعمال کر کے مسلمانوں کو جنگ پر جانے سے روکنے کی کوششوں میں مصروف رہے۔

تبوک کے لئے کوچ اور سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت محمد بن مسلمہؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور باقی قبائل کی ہر شاخ کو حکم دیا کہ وہ اپنے چھوٹے اور بڑے جھنڈے بنالیں اور اپنے اپنے افراد کے ساتھ اپنی اپنی ترتیب اور مرضی کے ساتھ روانہ ہوں۔ اسلامی لشکر میں تیس ہزار مجاہد، دس ہزار گھوڑے اور سواری کے لئے بڑی تعداد میں اونٹ تھے۔

تبوک مدینہ سے شام کی اس شاہراہ پر واقع ہے جو تجارتی قافلوں کی عام گزرگاہ تھی۔ یہ وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک شہر تھا۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ کم ازکم 375 میل تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طریق یہ تھا کہ کسی غزوہ کے لئے خروج فرماتے تو مصلحتوں کے تحت اپنے اصل ہدف کو مخفی رکھتے تھے۔ لیکن خلاف معمول اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدف کے بارے میں کھول کر بتا دیا تا کہ صحابہ کو معلوم ہو کہ اس غزوہ کے لئے لمبا سفر کرنا پڑے گا جس کا راستہ نہایت مشکل اور گرمی کی شدت کے باعث از حد دشوار گزار ہے۔

منافقین کی سازشوں کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اہل بیت کی حفاظت کے لئے حضرت علیؓ کو مدینہ میں رہنے کی ہدایت فرمائی۔

گرمی کی شدت کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کو عمومی طور پر دن کے وقت آرام کرواتے اور گرمی کی شدت کم ہونے پر سفر کرتے۔ کئی مرتبہ راتوں کو بھی سفر جاری رکھا۔ اتنی بڑی فوج کے ساتھ ایسے مشکل، طویل اور کٹھن سفر کا یہ پہلا موقع تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی کہ اگر کوئی پیچھے رہ جائے تو وہ خود ہی کوشش کر کے لشکر سے آملے کیونکہ سارے لشکر کو روکنا ممکن نہیں تھا۔

سفر کے دوران لشکر قوم ثمود کے شہر حجر کے مقام سے گزرا جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہاں کے گھروں میں جانے اور وہاں کا پانی استعمال کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

سفر کے دوران ایک موقع پر راشن کم ہو گیا اور لوگ بھوک سے نڈھال ہوگئے۔

تبوک میں قیام

اسلامی لشکر تبوک میں اتر کر خیمہ زن ہوا۔ مسلمانوں کے حوصلے بہت بلند تھے اور وہ رومیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار تھے۔ دوسری طرف رومیوں اور ان کے حلیفوں نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو انہیں آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور وہ اندرون ملک مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ ان کے اس طرز عمل کا اثر عرب کے اندر اور باہر مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت عمدہ مرتب ہوا اور مسلمانوں نے ایسے ایسے اہم سیاسی فوائد حاصل کئے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔

تبوک میں قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں وفود اور فوجی دستے بھجوائے جن کا مقصد ہرقل کی فوج کی خبروں کا حصول اور بعض قبائل سے معاہدات تھا۔ تبوک میں قیام کے دوران بعض صحابہؓ نے علاقے کے لوگوں سے ہلکی پھلکی تجارت بھی کی۔

تبوک میں قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو 420 سواروں کے ساتھ اکیدر بن مالک کے خلاف دومۃ الجندل بھجوایا۔ اس سریہ میں اکیدر بن مالک پکڑا گیا اور کثیر تعداد میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اکیدر بن مالک کو تبوک میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ایلہ کے حاکم یحنہ بن روبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور صلح کا معاہدہ کیا۔ جرباء اور اذرح کے باشندوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ دینا منظور کیا۔

ان حالات کو دیکھ کر وہ قبائل جو اَب تک رومیوں کے آلہ کار بنے ہوئے تھے، سمجھ گئے کہ اب اپنے ان پرانے سرپرستوں پر اعتماد کرنے کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ مسلمانوں کے حمایتی بن گئے۔ اس طرح اسلامی حکومت کی سرحدیں وسیع ہو کر براہ راست رومی سرحد سے جا ملیں اور رومیوں کے آلہ کاروں کا بڑی حد تک خاتمہ ہوگیا۔

ہرقل کا مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا سبب

اسلام کی عظمت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب اور جلال ہرقل کے دل میں گھر کر گیا تھا۔ عرب میں ہر سمت اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت، تمام قبائل کی مسلسل ناکامی اور شکست، عرب میں یہود کا کلیۃً محکوم و متبوع ہو جانا وغیرہ ایسے شواہد تھے جن کے پیش نظر وہ اسلام سے ایک ہیبت محسوس کرتا تھا۔ موتہ کے میدان میں ایک معمولی گنتی والی اسلامی فوج سے مقابلہ میں ناکامی اور پھر مکہ کی فتح کے بعد عرب پر اسلام کا حتمی تسلط اس کے خوف کو مزید بڑھانے کا موجب تھا۔ اس کیفیت اور صورتحال کو عرب اور شام کے سرحدی قبائل بھی جو رومی سلطنت کے باجگزار تھے محسوس کر رہے تھے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے دوران ان علاقوں کے حکمرانوں نے بلاتردد اور بغیر مشورہ و خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کئے یا اسلام قبول کیا۔ ان علاقوں کا اسلامی

سلطنت کے ساتھ الحاق نیز مذکورہ بالا وجوہات اسلامی سلطنت اور رومی سلطنت کے مابین لڑائی کے لئے کافی وجہ ہو سکتی تھیں اور بظاہر کوئی روک بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ پس ان واقعات کو جو رومی سلطنت کی حدود میں رونما ہو رہے تھے، ہرقل کا برداشت کرتے چلے جانا اور مسلمانوں سے لڑائی کے لئے نہ نکلنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان سے کس قدر دہشت زدہ اور مرعوب تھا۔

مدینہ کے لئے واپسی

اسلامی لشکر تقریباً 20 دن تبوک میں رہ کر لڑائی کے بغیر واپس مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس غزوہ میں ان کی رومی لشکر سے مڈ بھیڑ نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے رومی سلطنت کے کئی علاقے ان سے الگ ہو کر مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گئے۔ اس صورتحال سے جہاں اسلامی سلطنت کو نمایاں برتری اور غیر معمولی تقویت حاصل ہوئی وہاں نہ صرف رومی سلطنت کی سرحدیں سکڑ گئیں بلکہ ان کی ساکھ بھی بری طرح مجروح ہوئی۔

راستے میں منافقین نے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے کچھ فاصلے پر ایک گھاٹی سے گزر رہے تھے پہلے سے تیار شدہ سازش کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ دشمن کے ارادوں کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے کر ان کے منصوبوں کو باطل کر دیا اور بعد میں ان کے نام بھی بتا دیئے۔

اسلامی لشکر مدینہ سے تبوک کے لئے رجب 9 ہجری کو روانہ ہوا تھا اور جب وہ واپس مدینہ آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ اس مہم پر 50 روز صرف ہوئے۔ 20 دن تبوک میں اور 30 دن آمد و رفت میں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی۔

تجزیہ

غزوۂ تبوک ایک ایسی مہم تھی جس میں لڑائی کے بغیر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی سلطنت کی تباہی پر مہر لگا دی۔ رومی فوج اپنے سے کم تعداد اسلامی لشکر سے لڑنے کا بھی حوصلہ نہ کر سکی اور ان کی فوج باوجود تعداد میں زیادہ ہونے کے اپنے علاقے میں بکھر گئی۔

- o اس غزوہ کا مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت مثبت اثر پڑا۔
- o آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ سے ایسے سیاسی فوائد حاصل کئے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔
- o تمام قبائل نے جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کئے۔
- o اسلامی حکومت کی سرحدیں براہ راست رومی سرحد سے مل گئیں۔
- o مخالفین پر یہ واضح ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام سب سے بڑی طاقت ہے۔
- o Initiative & aggressive spirit۔ باوجود کم، چھوٹی اور کمزور فوج کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو دشمن کے علاقے میں لے کر گئے۔ ایک چھوٹی اور کمزور فوج سے دشمن کو threaten کیا۔
- o شام کے سرحدی قبائل پر اثر:

......اثر کے علاقے (influence of area) کی expansion۔

......رومیوں کے اثر کا خاتمہ ہوا۔

......سرحدی قبائل کو جو رومیوں کی protection حاصل تھی اس کا خاتمہ ہوا۔

اختتام

غزوۂ تبوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر 2 ہجری سے رجب 9 ہجری تک تقریباً 7 سال کے عرصہ میں 29 غزوات میں حصہ لیا اور 59 سرایا بھجوائے۔ غزوۂ تبوک کے بعد مخالفین اسلام پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی تھی کہ اب جزیرۃ العرب میں اسلام کی طاقت کے سوا اور کوئی طاقت زندہ نہیں رہ سکتی۔ مدینہ میں مختلف قبیلوں اور علاقوں کے وفود کثرت سے آنے شروع ہو گئے تھے اور اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا تھا۔ ○

سانحۂ پشاور

درد دل میں اتر گیا ہے آج
سانحہ جو گزر گیا ہے آج
قتلِ طفلاں میرے دکھی دل پر
چھوڑ کر اِک اثر گیا ہے آج
رنگ لائے گا خون یہ اِک دن
جو زمیں پر بکھر گیا ہے آج
یہ درندے بھی کر نہیں سکتے
یہ جو انسان کر گیا ہے آج
ننھے پھولوں کو یوں مَسل ڈالا
سارا ماحول ڈر گیا ہے آج
یہ حقیقت ہے ظالموں کا ضمیر
پہلے سویا تھا مَر گیا ہے آج
یہ وہ جنّ ہے جو نکلا بوتل سے
پھیل اب ہر نگر گیا ہے آج
جلد اس کو پکڑ میں لے یا ربّ
یہ بہت اب بپھر گیا ہے آج
آنسوؤں میں یہ ڈھل گیا ہے درد
روتا روتا ظفر گیا ہے آج

(مبارک احمد ظفر)

دنیائے مذاہب

{عصر حاضر کی مذہبی دنیا میں سامنے آنے والے واقعات سے انتخاب}

طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ

دوسری قسط

چین میں خواتین پر گھریلو تشدد کے خلاف مسودہ قانون

ملک چین کی وسعت اور یہاں آبادی کی غیر معمولی کثرت سے سب واقف ہیں نیز چین کی حیرت انگیز صنعتی و تجارتی ترقیات اور اس کے عالمی اقتصادی طاقت بننے کا چرچا عام ہے۔

لیکن یہاں ان سطور میں ایک قدرے مختلف موضوع پر معلومات پیش ہیں۔ حال ہی میں چین میں خواتین پر ہونے والے گھریلو تشدد اور ناروا سلوک کے سدّ باب کے لئے پہلا قومی سطح کا مسودہ قانون تیار کیا گیا ہے جو تادم تحریر پارلیمنٹ سے منظور نہیں ہوا ہے۔ قبل ازیں ملکی سطح پر گھریلو تشدد کو افراد کا ذاتی و داخلی معاملہ تصور کر کے نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ حتی کہ پولیس کو اطلاع کرنا اور عدالتی نظام سے رجوع بے فائدہ کام تھا۔ خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والوں کا کہنا ہے کہ یہ مسودہ قانون ہماری قریباً ایک عشرہ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

چین کی آبادی ایک ارب سے زیادہ ہے جن میں سے خواتین کی تعداد پچاس کروڑ کے قریب ہے کیونکہ چین کی عائلی زندگی کے متعلق بعض ملکی پالیسیوں و پابندیوں کے سبب سے ملک میں بچوں اور بچیوں کی شرح پیدائش کا فطری پیمانہ بگڑ چکا ہے۔

ملکی ذرائع ابلاغ کے مطابق چین میں باقاعدہ شادی شدہ خواتین یا کسی مرد دوست کے ساتھ زندگی گزارنے والیوں میں سے 40 فیصد ایسی ہوتی ہیں جو مردوں کی طرف سے بدسلوکی اور تشدد کا شکار ہو جاتی ہیں۔

(بی بی سی اور ڈی ڈبلیو کی ویب سائٹس)

چونکہ یہ نیا مسودہ قانون ملک کے متعلقہ سرکاری ادارہ کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اور اس پر عوامی آراء بھی جمع ہو رہی ہیں جو مثبت و منفی ہر دو طرز کی ہیں لیکن ایک بات اظہر من الشّمس ہے کہ رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیاں قبل مردوں اور عورتوں کے جن انسانی حقوق کو تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر عملاً لاگو بھی فرما دیا تھا آج ظاہری چکاچوند سے بھری دنیا طوعاً وکرہاً اسی چارٹر کی طرف رخ کر رہی ہے۔

اسی تسلسل میں قارئین کو بتاتے چلیں کہ 25 نومبر کا دن خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے خاتمہ کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے اور عورتوں کے حقوق کے لئے عالمی سطح پر سرگرم تنظیموں نے امسال 25 نومبر سے 10 دسمبر تک ریلیاں اور جلسے کر کے عورتوں پر ہونے والے جسمانی تشدد کے خلاف آگہی پھیلانے کے پروگرام مرتب کئے۔ یاد رہے 10 دسمبر کا دن عالمی سطح پر انسانی حقوق کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ (ڈیلی ڈان لاہور، 6 دسمبر 2014 کا شمارہ)

دریائے فرات

دریائے فرات کا تذکرہ دنیا کی متعدد قدیم تہذیبوں مذاہب اور فرقوں کی تاریخ میں جابجا آتا ہے۔ گزشتہ دنوں دنیا کا حیرت انگیز واقعہ تب رونما ہوا جب ماہرین علم آثار قدیمہ بھی مصروف کار تھے اور ترکی و شام کی سرحدی علاقے میں جنگ بھی جاری تھی۔

ماہرین نے دریائے فرات کے کنارے قدیم ترین آبادی کی باقیات کی دریافت کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

ترکی و شامی سرحدی علاقے میں Karkemish کے مقام پر پانچ ہزار سال پرانی انسانی آبادی والے شہر کا سراغ ماہرین کی غیر معمولی بڑی کامیابی ہے۔

کَچھ اور مَچھ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا کی ذات اور صفات کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ اور مقلد ان کتابوں کے عجیب عجیب عقائد کے پابند ہو رہے ہیں۔ کوئی فرقہ ان میں سے خدا کو خالق اور قادر ہونے سے جواب دے رہا ہے۔ اور قدیم اور خود بخود ہونے میں اس کا بھائی اور حصہ دار بن بیٹھا ہے۔ اور کوئی بتوں اور مورتوں اور دیوتوں کو اس کے کارخانہ میں دخیل اور اس کی سلطنت کا مدار المہام سمجھ رہا ہے کوئی اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں اور پوتے اور پوتیاں تراش رہا ہے۔ اور کوئی خود اسی کو مچھ اور کچھ کا جنم دے رہا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 82-83)

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ لکھتے ہیں:

’’اوتار: خدا کا انسانی روپ یا کسی جسم ظاہری میں حلول کر کے جلوہ گر ہونا۔ ہندوؤں میں ایسے دس ہیں۔ (1) مَچھ (2) کَچھ (3) باراہ (4) نرسنگھ (5) بامن (6) پراشورم (7) رام چندر (8) کرشن (9) بدھ (10) کلنکی‘‘

(نادرات اردو، ترتیب کنندہ: پروفیسر ایم نذیر تشنہ الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور صفحہ 48)

کٹاس

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع چکوال میں کٹاس راج مندر صدیوں سے زائرین کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ ہندو عقائد کے مطابق یہ مندر ’’مہابھارت‘‘ (مزعومہ طور پر 3100 ق م) کے زمانہ سے موجود ہے اور یہاں ہی مقدم الذکر کہانی کے معروف کردار پانڈوں بھائیوں نے اپنی جلاوطنی کا دور گزارا تھا۔

ماہ نومبر 2014ء کے اواخر میں قریباً 200 ہندو زائرین نے شِو کی تین روزہ خصوصی پوجا کے لئے اس مندر کا رخ کیا۔

بینن (مغربی افریقہ) کے گاؤں گانزوگو (Ganzougo) میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

(میاں قمر احمد۔ مبلغ سلسلہ۔ بینن)

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ بینن کو Porto-Novo ریجن کے ایک نومبائع گاؤں Ganzougo میں مورخہ 22 نومبر 2014ء بروز ہفتہ نئی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

افتتاحی تقریب میں امیر صاحب جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے اپنے سات رکنی وفد کے ساتھ شرکت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ چیف ویلج، تحصیلدار، وہاں کے دو روایتی بادشاہ، نمائندہ میئر اور منسٹر آف ٹرانسپورٹ کے نمائندہ بھی تشریف لائے اور سب نے جماعت احمدیہ کی فلاحی اور مذہبی خدمات کو سراہا۔

Ganzougo جماعت پورتو نوو شہر سے 85 کلومیٹر دور شمال کی طرف سڑک کے عین کنارے پر واقع ہے، جہاں مذہبی اعتبار سے اکثریت مشرکوں اور عیسائیوں کی ہے۔ لوگ بہت جفاکش ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ گھاس پھوس سے بنائی ہوئی جھونپڑیاں اور پتھروں کے بنائے ہوئے بُت افریقی کلچر کی عکاسی کرتے ہیں۔

مارچ 2013ء میں پورتو نوو ریجن کے مبلغ سلسلہ مقامی معلمین Misso Taofique صاحب، Tahir صاحب اور Moritallah صاحب کی تبلیغ سے مسلمان، عیسائی اور مشرکوں میں سے اندازاً 150 افراد نے احمدیت قبول کی۔ قبول احمدیت کے معاً بعد اس جماعت نے نہایت ہی محبت اور وفا کے نمونے دکھائے اور فوراً مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا۔ نیز انفاق فی سبیل اللہ کے میدان میں کئی پرانی جماعتوں سے آگے نکل گئے۔ اور ٹھیک چار ماہ بعد ایک قطعۂ زمین مسجد بنانے کے لئے جماعت کو پیش کر دیا۔ یوں خود اپنی مدد آپ کے تحت وقارِ عمل سے لکڑی اور ٹین کی مسجد تعمیر کی اور یہاں پر باقاعدہ نماز باجماعت اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی ہونے لگی۔

مقامی داعی الی اللہ محترم Moritallah Muhammad صاحب کی تربیتی کاوشوں کے نتیجہ میں یہاں مذہب سے لاتعلق بچے اور جوان تین ماہ میں ہی اذانیں دینے لگے اور نماز باجماعت پڑھانے لگے۔ اس تبدیلی کو دیکھ کر یہاں کے مسلمان علماء احمدیت کی مخالفت کرنے لگے۔ پھر ایک دن گاؤں کے ایک صاحب اثر فدائی احمدی Agya Qadir صاحب کے گھر امام سینٹرل پورتو نوو شہر کے نمائندے کے ساتھ تشریف لائے اور ان کو بڑی جامع مسجد دینے کی لالچ دی تا وہ احمدیت سے تائب ہو جائیں لیکن اس فدائی احمدی نے جواب دیا "**جو کچھ مجھے جماعت احمدیہ نے دیا ہے مرتے دم تک میں احمدیت پر قائم رہوں گا اور ہماری یہ کچی ٹین کی چھت کی بنی مسجد ہمیں کافی ہے**"۔

جلسہ سالانہ یوکے 2013ء کی لائیو کارروائی اور mta پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پُرنور چہرہ دیکھ کر ان کا ایمان اور بھی بڑھ گیا۔ مبلغین اور معلمین کی تربیت سے یہاں کے اطفال و ناصرات نے ضلعی تربیتی کلاسوں میں انعامات لینے شروع کئے حتیٰ کہ لجنہ اماء اللہ کے نیشنل اجتماع میں یہاں کی ناصرات نے تیار کردہ اردو نظم 'ہے دست قبلہ نما' سنائی۔ اس محبت اور اخلاص کے جذبے کو دیکھتے ہوئے مرکز نے یہاں مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ 19 اپریل 2014ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس میں گاؤں کے تمام مذاہب کے نمائندگان اور احباب جماعت مردوزن نے شرکت کی اور سنگ بنیاد کی اینٹیں رکھنے کی سعادت پائی۔ دوران تعمیر علاقے کے مخالفین کیا عیسائی کیا مسلمان مسجد کے بارے میں بدشگونی اور اس کے مکمل نہ ہونے کے اعلان کرتے اور لوگوں کو بددل کرتے رہے۔ مگر Ganzougo جماعت کے افراد اپنے ایمان اور اخلاص کے ساتھ، سورج کی تپش ہو یا بارش، اللہ کے اس گھر کی تعمیر میں وقار عمل کر کے مستریوں کی مدد کرتے رہے۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 12 ستمبر 2014ء کو مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

مسجد احمدیہ گانزوگو۔ بینن

اس مسجد کی لمبائی قبلہ رخ 12 میٹر اور چوڑائی 6 میٹر ہے جس میں اندازاً 122 افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کے محراب پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ لکھے ہیں۔ مسجد کے دو دروازے ہیں۔ پردے کے ساتھ مستورات کے حصے کو الگ کیا گیا ہے۔ مسجد کے باہر ایک بڑا صحن بھی ہے جس میں 70 کے قریب افراد نماز ادا کر سکتے ہیں اور برلب سڑک مسجد احمدیہ Ganzougo کا بڑا سائن بورڈ ہر آنے جانے والے کو مسجد احمدیہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

اس مسجد کی افتتاحی تقریب کے لئے مسجد کے ساتھ شامیانے لگا کر سٹیج بنایا گیا۔ اور سامعین کے لئے کرسیوں اور بینچوں کا انتظام کیا گیا۔ مورخہ 22 نومبر 2014ء بروز ہفتہ مرکزی وفد کی آمد پر بچوں نے نظم 'یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ' پڑھی اور نعرہائے تکبیر بلند کر کے مرکزی وفد کا استقبال کیا۔ محترم امیر صاحب بینن اپنے سات رکنی وفد کے ساتھ سٹیج پر تشریف لائے۔ بعد ازاں علاقے کے بادشاہ کنگ آف Dasso، چیف ویلج Ganzougo، تحصیلدار اور Dasso میئر کے نمائندہ اپنے 20 رکنی وفد کے ساتھ تشریف لائے۔ چند منٹ بعد منسٹر آف ٹرانسپورٹ بینن کے نمائندہ Mr Dansou Matiyas جو اُن کی کیبنٹ کے ڈائریکٹر ہیں اپنی سرکاری گاڑی میں تشریف لائے تو ان کا بھی والہانہ استقبال کیا گیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید مع فرنچ ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مقامی ناصرات نے قصیدے کے چند اشعار پیش کئے۔ اور اطفال نے حضرت مصلح موعودؓ کی اردو نظم 'ہے دست قبلہ نما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ' کے چند اشعار ترنم سے پڑھے۔ مقامی صدر صاحب جماعت نے 'غوں' زبان میں تمام آنے والوں کو خوش آمدید کہا اور برادرم Agya Qadir صاحب نے تمام معززین کا تعارف کروایا۔

معزز مہمانوں کے تاثرات

❁ مقررین میں یہاں کے چیف ویلج نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ "جماعت احمدیہ کا نام تو ہم نے سنا ہی تھا لیکن جب جماعت ہمارے گاؤں میں آئی تو ہم نے دیکھا کہ روز روز ہمارے بچے عربی الفاظ یاد کرنے لگے، نمازیں پڑھنے لگے، یہ بات میرے لئے عجیب تھی۔ اس سے بھی زیادہ عجیب یہ بات تھی کہ ساری دنیا میں کوئی چیز حاصل کرنے کے لئے قیمت دینی پڑتی ہے۔ لیکن احمدیوں نے ہمارے گاؤں کو بغیر قیمت کے پینے کا پانی دیا۔ نیز ہم نے سنا کہ احمدی ایک مسجد بھی بنا رہے ہیں۔ اور آج ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اتنی خوبصورت مسجد بن بھی گئی ہے۔ میں تو کہوں گا کہ سچا مذہب تو احمدیت ہی ہے۔ آج میں اپنے آپ کو احمدی کہوں گا۔"

اس تقریر کے بعد فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔

❁ تحصیلدار صاحب (C.A) نے کہا کہ "ہمیں احمدیت کی قدر تو اس دن سے ہے جب انہوں نے بغیر بتائے، بغیر کسی قیمت کے، ہمیں پانی کے پمپ دیے اور پانی کی قدر وہی جانتا ہے جس کے پاس پانی نہ ہو۔ اور اگر مفت میں پانی مل جائے تو کتنی خوشی ہوتی ہے۔ آج ہم احمدیت کے توسط سے یہاں خدا کا ایک گھر دیکھ رہے ہیں بے شک خدا کا گھر خواہ کسی مذہب کا ہو بابرکت ہی ہوتا ہے۔"

❁ نمائندہ میئر صاحب Dasso نے کہا کہ "میئر صاحب الیکشن کی مصروفیات کی وجہ سے نہ آ سکے انہوں نے مجھے نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ احمدیت کی خدمات کسی سے چھپی نہیں۔ اللہ آپ کو یہ کام جاری رکھنے کی توفیق دے"۔

❁ امام سینٹرل Dasso عبدالرشید صاحب جنہوں نے 2006ء میں جماعتی وفد کو مخالفت کی وجہ سے اپنی مسجد میں آنے سے روک دیا تھا، رفتہ رفتہ جماعت کی خدمات سے متاثر ہو کر مخالفت چھوڑ دی اور آج جماعت کی دعوت پر تشریف لائے اور کہنے لگے "جن لوگوں کے ہاتھ میں بندوق کی گولی ہو وہ کیا مذہب اسلام کی تبلیغ کر سکتے ہیں، یہ تو محبت کا سودا ہے اور پھر انہوں نے قرآن مجید کی سورۃ الحجرات کی آیت 12 کی تلاوت کی 'اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم کا تمسخر نہ کرے۔ قریب ہے کہ وہ اس قوم سے بہتر ہو......' پھر انہوں نے کہا کہ جہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھا ہوا ہے وہ خدا کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے"۔ اور انہوں نے مقامی معلم صاحب عزیزم مورینتلہ محمد کی تربیتی تبلیغی کاوشوں کی بہت تعریف کی۔

❁ King of Dasso نے کہا کہ "احمدیت کی بلّے بلّے...... میں تو سب کو کہوں گا کہ احمدی ہو جانا۔ اگر ابھی نہیں ہونا تو کل ہی سہی، یہ سچے لوگ ہیں"۔ اس پر نعرہ تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔

❁ 'غوں' زبان کے ایک شاعر نے اس موقع پر چند شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کا لگایا ہوا پودا اگر پانی نہ ملے تو وہ جل جاتا ہے لیکن خدا کے لگائے ہوئے پودے کو اس کی حاجت نہیں۔ احمدیت خدا کا لگایا پودا ہے اور اس مسجد کی تعمیر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور میرا گھر اس مسجد کے قریب ہے۔ میں کیوں دُور چرچ عبادت کیلئے جاؤں۔

❁ معزز مہمان Mr Danssou Matiyas نے جو منسٹر آف ٹرانسپورٹ کی کیبنٹ کے ڈائریکٹر ہیں اور ان کے نمائندے بن کر تشریف لائے تھے، سٹیج پر آتے ہی نعرہ تکبیر کے الفاظ تین دفعہ دہرائے۔ انہوں نے کہا "یہ نعرہ جو لگایا گیا ہے مجھے ایک عیسائی ہونے کے ناطے سے اتنی سمجھ آئی ہے کہ یہ نعرہ ہے ایمان کی پختگی کا، خدا کی محبت کا۔ اس لئے میں نے بھی اپنی محبت میں یہ نعرہ لگایا۔ اس کے بعد سب سے پہلے منسٹر صاحب کے نہ آنے کی معذرت کہ وہ الیکشن کی مصروفیات کی وجہ سے نہ آ سکے۔ انہوں نے کہا جماعت احمدیہ ہمارے لئے کوئی نئی جماعت نہیں اور ان کی خدمات انسانی کسی سے چھپی نہیں۔ ہم گورنمنٹ کے نمائندے ہر ایک تنظیم اور گروپ کی تحقیق کرتے ہیں اور ان کے منشور، مقاصد اور مشن پر گہری نظر رکھنا ہمارا کام ہے اور احمدیت کی انسانی خدمات جو بینن میں ہیں اور جو امن کی اور محبت کی کوشش وہ ملک بینن میں کر رہے ہیں وہ اول نمبر پر ہیں اور ان کا نعرہ ہے: 'محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'، ہم سب کا بھی یہی نعرہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم اسی کوشش میں ہیں کہ جمہوریہ بینن امن کا گہوارہ بن جائے۔ میں امن اور محبت کی کاوشوں میں احمدیت کی خدمات کو سلام کرتا ہوں اور یہ محبت ہی مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ آپ کو اس علاقے میں جو مدد چاہیے چیف ویلج سے لے کر تمام حکومتی مشنری آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔

آخر میں امیر صاحب بینن محترم رانا فاروق احمد صاحب نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے آیت استخلاف کی تلاوت کے بعد، موجودہ مسلمانوں کی حالت کا موازنہ کرتے ہوئے اصل اسلامی تعلیم بیان کی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے انسانی خدمت کے واقعات بیان کیے۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ کے پارلیمنٹ میں خطابات اور امن عالم کی ساری دنیا میں کوشش کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ آج بینن میں احمدیہ یتیم خانہ، نادار انسانوں کی خدمت، احمدیہ سکولز، ہسپتال، اور دیگر فلاحی خدمات کا قیام احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی کیوں کر رہی ہے؟ اس کا راز حبل اللہ یعنی خلافت سے وابستگی ہے۔ جس سے دوسرے مسلمان بدقسمتی سے نابلد ہیں۔ اور دہشت گردی، قتل وغارت اور ظلم کے رستوں میں پڑ گئے ہیں۔

امیر صاحب کے اختتامی خطاب کے بعد سب شاملین مردوزن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ورد کرتے ہوئے مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ...... الخ کا ورد کرتے ہوئے امیر صاحب بینن نے سینٹرل امام صاحب Dasso، نمائندہ منسٹر اور دیگر معززین کے ساتھ مسجد کے دروازے ہر خاص و عام کیلئے کھول دیئے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد امیر صاحب نے مسجد کے باہر پودا لگایا اور پانی دیا۔ اس کے بعد ہر خاص و عام نے کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد لوگ اپنی اپنی منزل کو روانہ ہوگئے۔ اس سارے پروگرام کو Radio voix de valle نے تین دن دو زبانوں میں کوریج دی۔ اس تقریب میں 389 افراد شریک ہوئے۔

☆......☆......☆

تعارف

(لطیف احمد شاہد کاہلوں۔ٹورانٹو کینیڈا)

باقاعدہ تقریب شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا اورصرف اِکّا دُکّا مہمان ہی پہنچے تھے۔ ایک معزز اجنبی مہمان بھی ایک جگہ اکیلے تشریف فرما تھے۔مَیں اُن کے پاس چلا گیا۔علیک سلیک ہوئی۔’’میرا نام عبدالمالک خاں ہے،آپ شائد ربوہ کے باہر سے تشریف لائے ہیں۔اکیلے بیٹھے دیکھا تو آپ کے پاس چلا آیا کہ چلو آپ سے تعارف ہی ہوجائے اور بات چیت میں کچھ وقت گزر جائے گا‘‘۔

یہ تھے مولانا عبدالمالک خاں صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ،حضرت مولانا ذوالفقار علی خاں گوہر صاحب کے فرزند اور برصغیر کے معروف علی برادران کے بھتیجے۔ دراز قد، وجیہ چہرہ، پُرشوکت آواز، خالص رام پوری اردو لہجہ۔اور مہمان موصوف تھے ایک ملک صاحب، لاہور کے مشہور صنعت کار اور پنجاب کی سیاست کے ایک اہم رُکن۔ کچھ دیر دونوں کو مل بیٹھنے کا موقع مل گیا۔ ملک صاحب محترم حضرت مولانا صاحب سے بہت متأثر ہوئے اور انہیں مولانا صاحب کی ذات سے ایک اُنس اور دلچسپی پیدا ہوگئی۔ یہ بات ہے خلافتِ ثالثہ کے دَور کی اور تقریب تھی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کی صاحبزادی کی شادی کی۔

ملک صاحب موصوف شادی کی تقریب کے بعد لاہور واپس گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ایک بے تکلّف سا خط لکھا کہ’’ آپ کے پاس مولانا عبدالمالک خاں ہیں، اگر کچھ دنوں کے لئے آپ اپنے مولانا صاحب کو عاریۃً ہمیں دے دیں تو شاید ہماری تقدیر بدل جائے یا پھر نیکی کر دریا میں ڈال‘‘۔

حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ خط پہنچا تو آپ نے حضرت مولانا صاحب کو بلوایا اور چند دن لاہور میں ملک صاحب کے پاس قیام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مولانا صاحب لاہور میں اُن کے پاس تشریف لے گئے۔اُن کے پاس ٹھہرے۔ اُن سے اور اُن کے اہل خانہ سے باتیں ہوتی رہیں۔ اس عرصے میں ملک صاحب نے اہل خانہ کو قرآن پڑھانے کی ضرورت کا ذکر کیا تو حضرت مولانا صاحب نے مولوی بشیرالدین احمد صاحب (جو مغل پورہ میں اصلاح وارشاد کے معلّم تھے) کے سپرد یہ ذمہ داری لگادی اور کچھ عرصے کے بعد واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

تاہم ملک صاحب موصوف نے رابطہ رکھا اور اپنے اہل و عیال سمیت دسمبر میں جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔مَیں اُس وقت مولانا صاحب کے ساتھ اُن کے دفتر میں کام کرتا تھا۔ان لوگوں نے جلسہ سالانہ دیکھا اور سنا اور اس قدر متأثر ہوئے کہ انہیں احمدیت میں حق اور حقیقت نظر آئی۔مگر محترم ملک صاحب نے سچ سے کام لیتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا کہ’’احمدیت سچی ہے لیکن مجھے کافر کہلوانے کا حوصلہ نہیں‘‘۔اور اس طرح احمدیت میں باقاعدہ داخل ہونے سے گریز کر گئے۔تاہم یہ تعارف اس گھرانہ کو یہاں تک لے آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ آپ کسی بھی رستہ پر چلتے ہوئے ہر ملنے والے کو پہلے سلام کیا کرتے تھے اور اِس میں واقف ناواقف کی کوئی تمیز نہ ہوتی تھی۔اور ایسا ہی کرنے کا حکم فرماتے تھے۔آپؐ نے بھائی چارہ اور ثواب کی خاطر سلام کو رواج دینے کا ارشاد فرمایا بلکہ فرمایا کہ مصافحہ کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔اور سلام کا جواب بہتر طور پر دیا کرو یا کم از کم اسی قدر سلامتی کی دعا دیا کرو۔

دراصل السّلام کے نام کے اندر ہی سلامتی کی خوشبو رکھ دی گئی اور ہمیں یہ دعا سکھائی گئی کہ اے اللہ تُو ہمیں اِس دنیا میں بھی سلامتی عطا فرما اور آخرت میں بھی۔ چنانچہ اس کے لئے ایک مسلمان اگر اپنے ہی گھر میں داخل ہوتا ہے تو سلامتی کی خوشبو پھیلا دیتا ہے اور اگر گھر سے باہر جاتا ہے تو سلامتی کی خوشبو کو ہر ایک کے لئے بکھیرتا رہتا ہے۔اور پھر اُس طرح کی خوشبو یا اُس سے بہتر خوشبو وصول کرتا ہے۔ گویا وہ خوشیاں بکھیرتا اور خوشیاں ہی وصول کرتا جاتا ہے اور اگر مصافحہ بھی کرلیتا ہے تو جسم میں ایک محبت کی لہر محسوس کرتا ہے۔

لیکن اس سے آگے تعارف کا مرحلہ آتا ہے جسے ہم پھولوں کا گلدستہ بھی کہہ سکتے ہیں۔مگر اس میں عام طور پر کچھ تکلّف اور تردّد نظر آتا ہے اور یہ تردّد یہاں تک بھی ہوتا ہے کہ ہم ایک ہی گلی میں رہتے ہیں، بار بار آمنا سامنا ہوتا ہے۔ یا ہم سالوں ایک ہی مسجد میں نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن ایک دوسرے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جان رہے ہوتے۔ یہ ایک زبردست خلا ہے جو جماعتی اور ذاتی لحاظ سے بہت ہی نقصان دہ ہے۔ کیونکہ تعارف نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنے اس بھائی کے معاملات میں کچھ بھی مدد نہیں کرسکتے اور نہ وہ ہمارے لئے بوقت ضرورت اپنی خدمات پیش کرسکتا ہے اور تکلّف کی یہ دیوار باوجود قریب ہونے کے ہمیں دور رکھتی ہے۔ اگر اس کی کنہ معلوم کرنے کی کوشش کریں تو جو بات سمجھ میں آتی ہے اس میں ایک تو طبعی حجاب ہوتا ہے۔ دوسرے اس میں انانیت اور ہمچو ما دیگرے نیست کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔ یا پھر احساس کمتری یا احساس برتری اس میں رکاوٹ بنتی ہے اور یہ ساری مصنوعی روکیں ہیں جو انسان نے خود کھڑی کی ہوتی ہیں۔ ورنہ دونوں طرف اسی کی بھوک موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو آنکھوں سے آنکھیں ملا کر گھور رہے ہوتے ہیں لیکن منہ سے سلام کرنے کی بجائے انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ دوسرا سلام کرے اور جونہی دوسرا پہل کر لیتا ہے تو یہ دوست بھی بڑے تپاک سے ملتے ہیں اور اگر اُن کو اپنی دنیوی برتری کا احساس تنگ نہ کر رہا ہو تو اپنا تعارف کروانے میں بے تکلّف ہوتے ہیں ایک خوشی محسوس کرتے ہیں اور دوسرے کا تعارف معلوم کرنے میں دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔

گزشتہ دنوں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔مَیں نے اُن کو پہچان لیا۔ اُن کے معروف لقب سے ان کو مخاطب کیا۔ کچھ آنکھیں کھلیں۔اُن کو میری پہچان نہ تھی لیکن میری ذات میں دلچسپی لینے لگے۔’’آپ مجھے کس طرح جانتے ہیں؟‘‘مَیں نے اُن کے عزیز واقارب کا ذکر کیا، اُن کے بزرگوں کے بارے میں بتایا۔ وہ راستے میں ہی میرے ساتھ کھڑے رہے۔ الوداع ہوئے تو کہنے لگے بہت سکون ہوا ہے۔ مجھے تو میرے عزیز ہی مل گئے ہیں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تکلّف کے ایک پردے کی وجہ سے یا اپنی انانیت کے خول میں رہنے کی وجہ سے ہم باوجود قریب ہونے کے اپنے بھائیوں سے دُور رہتے ہیں۔ اور بہت سی خوشیاں جو ہم لوگوں کو بانٹ سکتے ہیں اور اُس سے زیادہ وصول کرسکتے ہیں اُن سے محروم رہتے ہیں۔

چاہئے کہ ہم کثرت سے سلام کو رواج دیں۔ مصافحہ کے حالات میں مصافحہ کریں اور ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرنے میں بخل سے کام نہ لیں۔ جلسہ سالانہ کے اغراض میں سے ایک اہم غرض حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ تا باہم تعارف اور تودّد حاصل ہو۔اجتماعات اور جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمیں خصوصیت سے اس غرض کو پورا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔اس سے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ ہدایت کی تعمیل کی وجہ سے ثواب ہوگا وہاں اس سے وابستہ دیگر بہت سی برکات کو بھی حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

جزائرفجی کی دوسری سالانہ تربیتی کلاس

(رپورٹ: طارق احمد رشید۔مربی سلسلہ فجی)

یکم تا 6 دسمبر 2014ء کو جزائر فجی میں دوسری سالانہ تربیتی کلاس جماعت کے ہیڈکوارٹر صووا میں منعقد ہوئی جس میں 3 جزائر کی 5 جماعتوں سے 36 طلباء وطالبات نے شرکت کی۔ یہ تمام طلباء سیکنڈری سکول کے تھے۔اس کلاس کا نصاب مبلغین سلسلہ کے تعاون سے تیار کیا گیا تھا اور کلاس کے نگران مکرم مولانا آصف احمد عارف صاحب اور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ تھیں۔

کلاس کا افتتاح یکم دسمبر کو ہوا جس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولانا محمود احمد صاحب امیر ومبلغ انچارج فجی نے افتتاحی تقریر کی۔

کلاس میں نصاب کے طور پر قاعدہ یسرنا القرآن، ناظرہ اور ترجمۃ القرآن پڑھایا گیا۔مختلف تربیتی پروگرام جن میں مجالس سوال و جواب اور حضور انور کی بچوں کے ساتھ کلاسوں کے کلپس شامل تھے،بھی نصاب کا حصہ تھے۔ طلباء کو نماز کی امامت اور درس حدیث پیش کرنے کی تربیت بھی دی جاتی رہی۔ تہجد کی باقاعدہ ادائیگی کے ساتھ صبح کی سیر اور عصر کے بعد کھیل بھی لازمی تھے۔

کلاس کے دوران بعض بزرگان سلسلہ کے علمی اور ایمان افروز لیکچرز بھی ہوئے۔کلاس کے اختتام پر نصاب کے مطابق طلباء وطالبات کا امتحان لیا گیا اور پھر طلباء کو مکرم امیر صاحب نے اور طالبات کو نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے اسناد اور انعامات عطا کئے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے شاملین کلاس کو بعض نصائح کیں اور انہیں اطاعت میں ایک نمونہ بننے اور علم میں اضافہ کرتے چلے جانے کی تلقین کی۔ بچوں اور بچیوں نے حضور انور کو خط بھی تحریر کئے اور اس طرح یہ کلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ تمام طلباء و طالبات اور اس کلاس کے معاونین وکارکنان کو اجر عظیم سے نوازے اور ہم سب کو حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

نظارت نشرواشاعت قادیان کے زیراہتمام شائع ہونے والی بعض کتب

❁ **قرآن مجید (ہندی ترجمہ):** سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قرآن مجید کا آسان اردو میں ترجمہ فرمایا جس میں عربی الفاظ کے گہرے مضامین کو موجودہ زمانہ کی ترقیات، ایجادات ومسائل و پیشگوئیاں شامل کرتے ہوئے جدید طرز پر خاص الٰہی تائید ونصرت کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے۔آپ نے اس میں کئی اہم نکات بھی بیان فرمائے ہیں۔ اس کا ہندی ترجمہ نظارت نشرواشاعت قادیان نے عمدہ طباعت کے ساتھ دوسری مرتبہ شائع کیا ہے۔آخر میں ایک فہرست مضامین بھی شامل ہے تاکہ کوئی حوالہ ومضمون تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ یہ ترجمہ 1434 صفحات پر مشتمل ہے۔

....

❁ **خطابات شوریٰ جلد اول:** سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1922ء میں باقاعدہ مجلس مشاورت کا قیام فرمایا اور تفصیل کے ساتھ شوریٰ کی غرض وغایت اور اہمیت پر زرّیں ہدایات دیں اور خطابات فرمائے۔ آپ کے یہ خطابات فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ نے خطابات شوریٰ کے نام سے مرتب کر کے شائع کئے ہیں۔ خطابات شوریٰ جلد اول میں 1922ء تا 1935ء کے خطابات ہیں۔ یہ جلد 647 صفحات پر مشتمل ہے۔

❁ **خطابات شوریٰ جلد دوئم:** سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وہ خطابات جو آپ نے 1936ء سے 1943ء تک مجلس مشاورت کے تعلق سے ارشاد فرمائے دوسری جلد میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ جلد 740 صفحات پر مشتمل ہے۔ نظارت نشرواشاعت قادیان نے ہر دو جلدیں پہلی مرتبہ شائع کی ہیں۔

....

❁ **اردو کا آسان قاعدہ واقفین نو کے لئے:** مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب شعبہ وقف نو کا مرتب کردہ قاعدہ ہے۔ جو اردو سیکھنے کے لئے بہت مفید اور آسان ہے۔اس میں اردو کے حروف اور تلفظ سیکھنے کے لئے تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ قواعد کے ساتھ پڑھنے اور لکھنے کی کافی مشق کروائی گئی ہے۔اسی طرح حروف جوڑنے کی طرز بھی بتائی ہے۔الغرض اردو کے مفرد اور مرکب حروف اور تلفظ سیکھنے کے لئے بہت عمدہ قاعدہ ہے۔قاعدہ ہذا 60 صفحات پر مشتمل ہے۔

....

❁ **اسلامی اصول کی فلاسفی (ہندی):** دسمبر 1896 میں لاہور میں مذاہب عالم کانفرنس کے نام سے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو 5 سوالات کے جوابات دینے کی دعوت دی گئی۔مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اس کے جوابات دیئے۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پیشگوئی کے مطابق سب پر بالا رہا۔اس میں آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات سے ان سوالات کے نہایت جامع اور بے نظیر جواب دیئے۔ یہ مضمون ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے ہندی ترجمہ کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ نیا ایڈیشن نظارت نشرواشاعت نے خوبصورت طباعت کے ساتھ 180 صفحات پر مشتمل شائع کیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر150)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم نہ گھبراؤ اگر وُہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اِشتہار
چُپ رہو تم دیکھ کر اُن کے رِسالوں میں سِتم
دَم نہ مارو گر وُہ ماریں اور کر دیں حالِ زار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدّتِ گرمی کا ہے مُحتاج بارانِ بہار

(درّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 175)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ ستمبر، اکتوبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

شقی القلب مخالف

خان ماڈل کالونی، فیصل آباد، 26ستمبر 2014ء: یہاں پر رہنے والے ایک معروف احمدی خالد مسعود بھٹی کے گھر صبح پونے دس بجے کے قریب کچھ نامعلوم افراد نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا یہ گھر خالد بھٹی کا ہے؟ گھر پر موجود ان کی اہلیہ نے جواباً پوچھا کہ ’آپ کون؟‘ جواب ملا کہ ’اسے چھوڑیں، یہ بتائیں کہ آپ کے گھر کے سامنے والے گھر میں کون رہتا ہے؟‘ یہ گھر دراصل احمدیوں کا نماز سنٹر ہے۔ ان کی اہلیہ کو شک گزرا تو انہوں نے جواب دینے کی بجائے چھت پر جا کر دیکھا کہ ان کے گھر کون آیا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ دروازہ کے باہر تین لوگ موجود ہیں جنہوں نے خالد بھٹی اور ان کے گھر کے سامنے واقع نماز سنٹر کی تصاویر لیں اور کچھ دیر وہیں کھڑے آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر تینوں قریب ہی پارک کی ہوئی کار میں جا بیٹھے جس میں ایک داڑھی والا آدمی پہلے سے موجود تھا۔ گاڑی میں موجود سب لوگ داڑھی والے تھے جبکہ ان میں سے ایک نے سندھی ٹوپی پہن رکھی تھی۔

اس واقعہ کے بعد سے خالد مسعود بھٹی اور ان کے گھر والے پریشانی میں مبتلا ہیں۔

بالآخر احمدی ضمانت پر رہا

لاہور؍گوجرانوالہ، 29ستمبر 2014ء: جون کی شائع ہونے والی رپورٹ میں اس بات کا ذکر ہوا تھا کہ گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے تین احمدیوں کو اینٹی احمدیہ کلاز دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اس وقت سے ستمبر تک یہ لوگ قید میں رہے کیونکہ ان کی ضمانت ابتدائی مراحل پر نہ لی گئی۔ بالآخر ان کی ضمانت کے لئے ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا جہاں سے ضمانت کا پروانہ جاری کر دیا گیا۔

ان تین احمدیوں کو بے جا طور پر ایک جھوٹے مقدمے میں چار ماہ کے قریب عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ احمدیوں کے خلاف قائم کیے جانے والے اکثر و بیشتر مقدمات کی طرح اس مقدمہ میں بھی درخواست دہندہ کا ایک احمدی سے کچھ اور ہی تنازعہ چل رہا تھا جسے اس نے مذہبی رنگ دے دیا۔ اس کے ہاتھ موقع آنے پر اس نے ایک ایسا ’داؤ‘ کھیلا جسے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف کھیلنا نہایت آسان ہے۔ مذہب کی آڑ میں اپنے ذاتی تعصب اور دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے میں پاکستان کے قانون کی بعض دفعات تو ان ’مسلمانوں‘ کا ساتھ دیتی ہی ہیں، انتظامیہ بھی اپنے آپ کو ’پکا مسلمان‘ ثابت کرنے کے لئے احمدیوں کے خلاف کارروائیاں کرنے میں پیش پیش نظر آتی ہے۔

کلّر آبادی، گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے احمدیوں مبشر احمد، خالد محمود اور جاوید احمد کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا معاملہ ہوا۔ کلّر آبادی میں مبشر احمد کی ملکیتی ایک پراپرٹی میں احمدیوں نے اپنا ایک فنکشن کیا جس کے بعد مبشر احمد کے ساتھ جائیداد کے کسی معاملہ میں تنازعہ رکھنے والی ’بٹ‘ فیملی کے ایک آدمی نے تین احمدیوں کے خلاف اینٹی احمدیہ کلاز، بدنامِ زمانہ دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ درج کروا دیا۔ کچھ ہی عرصہ میں تینوں احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پہلے جوڈیشل اور پھر سیشن کورٹ میں ضمانت کے لئے درخواستیں دائر کی گئیں جنہیں ’منصفوں‘ نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ یہاں تک کہ معاملہ جب ہائی کورٹ تک پہنچا تو اپنے آرڈر مؤرخہ 25 ستمبر 2014ء میں ہائی کورٹ کے جج قاسم خان نے سادہ، عام فہم اور منطقی نتائج اخذ کرتے ہوئے جو نکات شامل کیے وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ ہائی کورٹ نے ان تینوں احمدیوں کو ضمانت پر بھی رہا کر دیا۔

☆ کیس فائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ درخواست دہندہ اس وقت اس مکان میں موجود تھا جہاں پر ملزمان پر تبلیغ کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔

☆ درخواست دہندگان نے ان لوگوں کے نام نہیں بتائے جنہیں ملزمان تبلیغ کر رہے تھے۔

☆ ملزمان پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ اپنے اس تبلیغی اجلاس میں لاؤڈ سپیکر استعمال کر رہے تھے جبکہ دورانِ تفتیش پولیس کو کوئی لاؤڈ سپیکر نہیں ملا۔ نیز ان کے خلاف ایمپلی فائر ایکٹ کے تحت بھی کوئی مقدمہ درج نہیں کروایا گیا۔

☆ مندرجہ بالا باتوں کو بنیاد بناتے ہوئے عدالت عالیہ ان تینوں ملزمان کی ضمانت بعد از گرفتاری لیتی ہے۔

اس مقدمہ کی کارروائی کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سادہ اور عام فہم باتیں تو جوڈیشل مجسٹریٹ بھی دیکھ کر فیصلہ سنا سکتا تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ معاشرہ میں ’انصاف‘ پھیلانے کے ذمہ دار بعض ’منصف‘ احمدیوں کے مقدمات پر ایک ’خاص زاویۂ نگاہ‘ رکھتے ہیں۔

احمدی بھی اپنے خلاف ہونے والی تمام ناانصافیوں کا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں کہ ازل سے انبیاء اور ان کے سچے متبعین کا یہی شیوہ رہا ہے۔

فیصل آباد میں اینٹی احمدیہ کانفرنس

چک 646ج ب، ضلع فیصل آباد، 28ستمبر 2014ء: یہاں پر احمدیوں کے مخالفین نے ایک ’ختمِ نبوّت کانفرنس‘ کی۔ اس کانفرنس کی صدارت لاہور سے آنے والے وکیل بدیع الزمان اور سرگودھا سے آنے والے ملّاں ظہور احمد قمر نے کی۔ اور دونوں ہی نے بلا امتیاز شاملینِ کانفرنس کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا۔

اطلاعات کے مطابق اس کانفرنس کے بعد ملّاں نے مل بیٹھ کر احمدیوں کے خلاف قرآن کریم کی گستاخی کا مقدمہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ 30ستمبر کی بات ہے کہ صبح ساڑھے سات بجے کے قریب گاؤں کے ملّاں نے مسجد کے سپیکر سے یہ اعلان کیا کہ کسی نے قرآن کریم کے ایک نسخے کو جلا دیا ہے۔ لوگوں کو اکٹھا ہونے اور قرآن کی گستاخی کرنے والے کو قرار واقعی سزا دینے کی تحریک کی گئی۔ اور لوگ سب کام چھوڑ چھاڑ کر اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔

بعد میں یہ معلوم پڑا کہ اہل تشیّع مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص حیدر علی سے یہ حرکت سرزد ہوئی تھی۔ ملّاں نے مِل کر اسے کہا کہ اگر وہ اس حرکت کے سنگین نتائج سے بچنا چاہتا ہے تو کہہ دے کہ یہ کام ’قادیانیوں‘ نے کیا ہے۔ لیکن اس نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا۔ اسی اثناء میں اس گاؤں اور آس پاس کے دیہات سے ایک ہزار کے قریب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پولیس کی بھی بھاری نفری، ایس ایچ او اور ڈی ایس پی وہاں پر پہنچ گئے۔ حیدر علی کو لوگوں نے خوب مارا پیٹا لیکن پولیس کی دخل اندازی اور اسے پولیس اسٹیشن لے جانے سے اس کی جان بچ گئی۔

ملّاں پھر چک نمبر 646ج ب کے ختمِ نبوّت کے اڈے پر اکٹھے ہوئے اور احمدیوں کے خلاف طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ 2اکتوبر کے دن ملّاں اپنے کچھ شر پسند ساتھیوں کے ساتھ ڈنڈوں اور سونٹوں سے لیس ہو کر چک نمبر 630ج ب کے گورنمنٹ ہائی اسکول جا پہنچے اور وہاں جا کر لگے ایک احمدی استاد ایوب احمد کو ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ۔ جرأتمند ہیڈ ماسٹر نے ہجوم کے سامنے ڈٹ کر کہا کہ ایوب احمد ان کی حفاظت میں ہیں۔ اگر کسی نے انہیں کسی بھی قسم کی زَد پہنچانے کی کوشش کی تو وہ پولیس کو بلوا لیں گے۔ اس پر مشتعل ہجوم منتشر ہو گیا۔ ان لوگوں نے ایوب احمد کو اس سکول سے فارغ کر دینے کا مطالبہ کر رکھا تھا۔

لاہور میں ایک معروف احمدی کو دھمکی

لاہور، 7اکتوبر 2014ء: لاہور میں رہنے والے ایک احمدی وکیل سلیم احمد ناصر کے گھر کچھ نامعلوم افراد ایک دھمکی آمیز خط ڈال گئے۔ اس خط کے ہمراہ تین کفن اور تین کلاشنکوف کی گولیاں بھی تھیں۔ سلیم احمد لاہور میں اپنی اہلیہ اور بیٹے معوذ سلیم کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔

یہ دھمکی آمیز خط انہیں تحریکِ طالبان سے تعلق رکھنے والے ’حکیم اللہ محسود‘ کے لیٹر پیڈ پر لکھا گیا تھا۔ اس خط کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

’السلام علیکم، تحریکِ طالبان کی جانب سے ہم تمہیں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ احمدیت سے تائب ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مان لو تو اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام میں شامل ہونے والے غیر مسلموں سے بہت عمدہ سلوک روا رکھا گیا۔ لیکن دوسری جانب تاریخ اس بات کی بھی گواہی دیتی ہے کہ جب کسی غیر مسلم نے دعوتِ اسلام کو ٹھکرایا تو اس کا انجام برا ہوا۔

تمہیں یہ خط بھجوانے کے ساتھ تمہارا، تمہاری بیوی اور بیٹے کی تفصیلات لشکرِ جھنگوی (کالعدم دہشتگرد تنظیم)، جیشِ محمد اور دیگر تمام مذہبی تنظیموں کو بھجوا دی گئی ہیں تاکہ تمہیں کفر کی سزا دے سکیں۔ اگر تم یہ خط پولیس یا کسی اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کے پاس لے جانا چاہو تو شوق سے لے جاؤ، اپنی حفاظت کے جو سامان کرنا چاہو کر لو لیکن تم اس کفر کے ساتھ مزید زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسلام قبول کرنے کا یہ تمہارے لیے آخری موقعہ ہے۔ بصورتِ دیگر نتائج کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔

امیر تحریکِ طالبان۔ (دستخط حکیم اللہ محسود)‘

ایک احمدی کا اغوا

کوٹری ضلع حیدرآباد، 10اکتوبر 2014ء: کوٹری شرقی کے ایک احمدی نصیر احمد ابن سعید احمد کو 10اکتوبر کی رات آٹھ بجے چند نامعلوم افراد نے اغوا کر لیا۔

تفصیلات کے مطابق نصیر احمد پونے آٹھ کے قریب گھر پہنچے تھے۔ ابھی انہیں گھر آئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازے پر دو آدمی موجود تھے جنہوں نے نصیر احمد کو بتایا کہ گلی کی نکڑ پر کوئی شخص کھڑا ہے اور ان سے ملنا چاہتا ہے۔ نصیر احمد نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ عین اسی وقت ایک اور احمدی راشد اشرف کا جو مسجد جا رہے تھے وہاں سے گزر ہوا۔ نصیر احمد نے ان کو مدد کے لئے پکارا جس پر اغوا کار اسلحہ کے زور پر گلی کے کونے پر کھڑی گاڑی تک نصیر احمد کو گھسیٹ کر لے گئے اور اس میں ڈال دیا جبکہ راشد اشرف کو قریب آنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اغوا کار اپنی گاڑی میں چلتے بنے۔ گاڑی کا رجسٹریشن نمبر AXA 439 بتایا جاتا ہے۔

اس بات کی خبر فوری طور پر پولیس کو دی گئی۔ لیکن ان کی طرف سے اگر کوئی کارروائی ہوئی بھی ہو تو بے سود رہی۔ اغوا کاروں نے ابھی تک نصیر احمد کے گھر والوں سے رابطہ نہیں کیا۔

الیکٹرانک میڈیا، مُلّاں سے خائف

30ستمبر 2014ء: بین الاقوامی شہرت کے حامل ٹی وی چینل بی بی سی اور پاکستان کے ٹی وی چینل ’آج ٹی وی‘ کے درمیان یہ معاملہ طے پایا کہ ’آج ٹی وی‘ ’بی بی سی‘ اردو کا پروگرام ’سیربین‘ نشر کیا کرے گا۔

اس پروگرام کے شیڈیول کے مطابق 30ستمبر 2014ء کو جو پروگرام نشر ہونا تھا اس میں بنیادی خبر پاکستان کے آئین میں ہونے والی دوسری ترمیم اور اس کے احمدیوں پر اثرات کے متعلق تھی۔ یہ پروگرام بھی بہت بروقت شیڈیول کیا گیا تھا کیونکہ آئین کی مذکورہ بالا دوسری ترمیم بھی 1974ء میں ستمبر کے مہینے میں ہی منظور کی گئی تھی۔ اس مہینہ کو مذہبی شدّت پسند بڑے ’جوش اور جذبے‘ کے ساتھ مناتے ہیں جبکہ اردو پریس اس موقع پر ’خصوصی اشاعتیں‘ شائع کر کے ان کے ساتھ پورا پورا شامل ہوتا ہے۔ اس سال بھی ایسا ہی ہوا۔

بی بی سی نے بہت محنت اور تحقیق کے بعد ایک مختصر ڈاکومنٹری تیار کی۔ اس کی تیاری کے لئے اس کے نمائندے ربوہ بھی آئے اور اعداد وشمار اور معلومات اکٹھی کر کے لے گئے۔ پلان کے مطابق ٹیم نے بی بی سی کے معیار اور انداز کے مطابق بروقت ڈاکومنٹری تیار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ سیربین میں اس حصہ کو شامل کرنے کے بعد یہ پروگرام ’آج ٹی وی‘ کی انتظامیہ کے حوالے کر دیا گیا۔

آج ٹی وی کی انتظامیہ نے اس پروگرام کو دیکھنے کے بعد اسے نشر نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ قابلِ افسوس تھا۔ ایک عرصہ سے پاکستان میں اردو پریس اور الیکٹرانک میڈیا احمدیوں پر لگائے جانے والے الزامات اور نفرت انگیزی کے مقابل پر احمدیوں کی جانب سے ان کا نقطۂ نظر پیش کرنے کی جرأت کرتا نظر نہیں آتا۔ نتیجۃً پریس اپنے فرائض کما حقہ ادا نہیں کر رہا اور عوام جہالت اور نفرت کی گہرائیوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو کسی بھی ملک میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم چودھری رشید احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 و 26 نومبر 2010ء میں مکرمہ ناصرہ رشید صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنے خاوند محترم چودھری رشید احمد صاحب (انٹرنیشنل پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ) کی سیرت اور خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

محترم چودھری رشید احمد صاحب نے اپنا کیریئر پولیس اکیڈمی والٹن سے تھانیدار کی حیثیت سے شروع کیا۔ آپ باقاعدہ واقف زندگی نہ تھے لیکن اپنے آپ کو ہمیشہ وقف ہی سمجھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بارہا اظہار خوشنودی کے طور پر فرمایا کہ 'رشید صاحب واقف زندگی تو نہیں ہیں لیکن واقف زندگی سے بڑھ کر کام کرتے ہیں'۔

آپ خلیفۂ وقت کی کمال اطاعت کرتے تھے جب حضورؒ کا ارشاد ہوتا تو ساری ساری رات بھی کام کئے جاتے اور صبح اپنی ملازمت پر بھی بروقت پہنچتے۔

آپ نے میٹرک کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلہ لیا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل تھے۔ حضورؒ نے آپ کا چھوٹا قد اور کمزور جسم دیکھ کر دودھ پینے کے لئے کہا اور احسان یہ کیا کہ آپ کی ضروریات کا نصف خرچ کالج نے اٹھالیا۔ انہی شفقتوں کے سایہ میں آپ نے B.A. کیا۔ پھر B.Ed. کیا۔ پھر معاشی تنگی کے باعث تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور پولیس اکیڈمی میں بھرتی ہوگئے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے مشورہ پر آپ نے ملازمت کے دوران شام کی کلاسز میں داخلہ لے کر L.L.B. کی ڈگری حاصل کرلی جس کا ہمیشہ بہت فائدہ ہوا۔ بعدازاں پرائیویٹ طور پر ایم اے اسلامیات کرکے سول سروسز کا امتحان دیا۔ لیکن اسی دوران مستقلاً لندن آگئے اور شعبہ تدریس سے وابستہ ہوکر مزید دو کورسز بھی کئے۔

محترم رشید احمد صاحب کا آبائی گاؤں پھمبیاں ضلع ہوشیارپور تھا۔ آپ کے دادا حضرت مولا بخش صاحبؓ ایک تعلیم یافتہ شخص تھے۔ انہوں نے گاؤں میں پہلا پرائمری سکول بھی جاری کیا جو بعد میں ہائی سکول بن گیا۔

آپ کے والد مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ریلوے کے محکمہ سے منسلک تھے۔ عرصہ دراز تک سلطان پورہ لاہور کے صدر جماعت بھی رہے۔ وہ بہت نیک اور خاموش طبع انسان تھے۔ ان کو خدا نے تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ رشید احمد صاحب آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ نومبر 1965ء میں آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا۔

رشید احمد صاحب اگرچہ پولیس کے محکمہ سے منسلک تھے لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیشہ رزق حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ پولیس کی ملازمت کے علاوہ بھی زائد وقت میں مختلف کام کرتے تاکہ مکان کی تعمیر کا خرچ پورا ہوسکے۔ طبیعت میں بہت قناعت تھی۔

آپ نے افریقہ میں بطور ٹیچر اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور آپ کی تقرری سیرالیون میں ہوئی تھی۔ لیکن محکمۂ پولیس میں ہونے کی وجہ سے N.O.C کے حاصل کرنے میں کئی ماہ صرف ہوگئے۔ اسی دوران لندن کے لئے بھی اپلائی کیا تو شعبہ تدریس میں ویزا مل گیا۔ چنانچہ وکیل اعلیٰ صاحب کے مشورہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی منظوری سے افریقہ جانے کا ارادہ ترک کردیا اور اکتوبر 1967ء میں آپ اپنی اہلیہ کے ہمراہ لندن آگئے۔ روانگی سے قبل آپ نے ملاقات کی تو حضورؒ نے اپنا رومال آپ کو تبرکاً عطا فرمایا۔

لندن پہنچے تو غیرمتوقع حالات درپیش ہوئے۔ ملازمت، رہائش، ضروریاتِ زندگی ...... کئی بار گھبرا کر آپ نے واپس لَوٹ جانے کا ارادہ بھی کیا۔ وہاں کی شاہی نوکری اور جماعتی خدمت یاد آتی۔ لاہور میں آپ مختلف ڈیوٹیوں کے علاوہ ناظم عمومی کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ لندن پہنچ کر پہلے پلاسٹک کے کھلونے بنانے والی ایک فیکٹری میں عارضی کام مل گیا۔ اُن دنوں برف بہت پڑتی۔ آپ کے پاس گرم کپڑے بھی کافی نہ تھے اور اثاثہ بھی نہ تھا۔ باہر سے گھر آتے تو اپنے جوتے تیل سے جلنے والے ہیٹر پر رکھ کر سکھایا کرتے۔ ایک کمرہ اور باورچی خانہ کرایہ پر لیا۔ کرایہ 4 پاؤنڈ فی ہفتہ تھا۔ گیس اور بجلی کے میٹروں میں روزانہ پیسے ڈالنا پڑتے۔ کپڑے بہت مہنگے تھے۔ سلائی مشین قسطوں پر خریدی۔ اکثر صرف Beans یا دالیں کھا کر ہی گزارہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود لجنہ اور خدام کے اجلاسات کے لئے آپ ہمیں ساتھ لے کر بس کا کرایہ ادا کرکے باقاعدگی سے مسجد فضل جاتے تھے۔

چھ ماہ کے بعد جزوقتی تدریس کا کام ملا۔ اُس وقت قانون تھا کہ پہلے ایک سال عارضی کام ملتا تھا۔ کبھی ایک دو ہفتہ کی اکٹھی نوکری مل گئی۔ روزانہ صبح دفتر میں کام کے لئے فون کرنا پڑتا۔ اگر جگہ ہوتی تو بھاگم بھاگ نئے سکول پہنچنا ہوتا ورنہ فون کے پیسے بھی ضائع ہوجاتے۔ تقریباً نو ماہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ آخر ایک سکول میں تین ماہ کے لئے نوکری مل گئی اور یہی نوکری پھر مستقل ہوگئی۔

جب بچوں میں اضافہ ہونے لگا تو ہم جگہیں بدلتے بدلتے مسجد فضل کے قریب واقع ایک فلیٹ میں آگئے۔ 1970ء میں اپنا گھر خریدنے کی کوشش کی لیکن ان دنوں سٹیٹ ایجنٹ کو مکان پسند آنے پر بقیہ کارروائی سے پہلے 100 پاؤنڈ دینا ہوتے تھے مگر ہمارے پاس یہ رقم میسر نہ تھی۔ انہی دنوں آپ کے دو دوست امانتاً 500 پاؤنڈ آپ کے پاس رکھوانے آئے۔ دوران گفتگو اُن کو ہماری ضرورت کا علم ہوا تو انہوں نے بخوشی اپنی رقم ہمیں ادھار دیدی۔ اس طرح ہمیں ایک نہایت باموقع جگہ پر مکان مل گیا جس کی ایک منزل کرایہ پر دیدی گئی اور اس سے اس مکان پر 30 پاؤنڈ کی ماہوار قسط ادا ہونے لگی۔

اخبار احمدیہ، کتابوں کی ترسیل، اور بک سٹال کا کام رشید احمد صاحب کے ذمہ ہوتا تھا۔ ہمارا گھر ہمیشہ کتابوں اور اخباروں سے بھرا رہتا۔ 1978ء میں کسر صلیب کانفرنس کے لئے نمائش کا کام بھی آپ نے محترم غلام احمد چغتائی صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر کیا۔ اَن گنت راتیں اس کام پر خرچ ہوئیں۔ 1979ء میں ہم نئے گھر میں منتقل ہوگئے جس میں چار بڑے تہہ خانے بھی تھے جو کتابوں کی سٹوریج کے لئے بہت موزوں تھے۔ ان دنوں آپ یوکے جماعت کے سیکرٹری تعلیم، مینیجر اخبار احمدیہ اور سیکرٹری ساؤتھ فیلڈ ٹرسٹ تھے۔ (یہ ٹرسٹ حضرت سر ظفراللہ خان صاحبؓ کا قائم کردہ تھا)۔ آپ آٹھ سال تک ٹرسٹ کے سیکرٹری رہے۔ ان مصروفیات کی وجہ سے اکثر وقت مسجد فضل میں گزارتے۔ عید ہو یا جلسہ ہم ہمیشہ دیر سے پہنچتے جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ پہلے صبح صبح جاکر کتابوں کا سٹال سیٹ کرتے اور پھر واپس گھر آکر ہمیں لے کر جاتے۔

آپ نظمیں بھی کہتے تھے مگر طبیعت میں جھجک کی وجہ سے سٹیج پر زیادہ نہ پڑھا۔ تحریر نہایت خوشخط اور صاف تھی۔

آپ کے اندر جماعتی کام کرنے کا جنون بچپن سے ہی تھا۔ 1953ء میں لاہور اور ربوہ میں نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ خدام الاحمدیہ لاہور کے رسالہ ''الفاروق'' کے بورڈ کے ممبر بھی تھے۔ انگلستان میں خدام الاحمدیہ اور پھر جماعت کے نیشنل شعبوں میں لمبا عرصہ کام کیا۔ آپ کے مضامین ''لاہور'' رسالہ میں اکثر چھپتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے ہی آپ کو بچوں کے لئے کتابیں لکھنے کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ پہلی کتاب Golden Deeds of Muslims کے نام سے شائع ہوئی جو بہت مقبول ہوئی۔ بعدازاں آپ ''چلڈرن بُک کمیٹی'' کے چیئرمین بنے تو اس کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے متعدد اصلاحات فرمائیں اور یہ کتاب Stories from Early Islam کے نام سے دوبارہ شائع ہوئی۔ اسی طرح Book of Religious Knowledge بھی بہت مقبول ہے۔ وفات کے وقت آپ اس کا دوسرا ایڈیشن تیار کررہے تھے جو بہت ضخیم ہے۔

شروع میں آپ کا معمول تھا کہ سکول سے گھر آکر کھانا کھاتے اور پھر مسجد چلے جاتے جہاں سے رات گئے لَوٹتے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لندن تشریف لانے کے بعد سکول سے سیدھا مسجد چلے جاتے حالانکہ گھر راستہ میں پڑتا تھا۔ وہاں سے دیر کے بعد گھر آتے اور پھر کھانا بھی دیر سے کھاتے۔ کھانے کے دوران اکثر خبروں کا وقت ہوجاتا یا فٹ بال کا میچ ہوتا جو آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ یہی لمحات آپ کی سارے دن کی تفریح تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی جب لندن تشریف لاتے تو بھی آپ روزانہ مسجد سے خطوط لاتے، ان کا خلاصہ تیار کرتے اور صبح کام پر جانے سے قبل دفتر میں دے جاتے۔ حضورؒ نے ایک بار آپ کو سنہری رنگ کا پارکر کا پین دیا اور فرمایا کہ آپ لکھنے کا کام کرتے ہیں یہ پین آپ کے لئے ہے اور ساتھ ہی قرآن کریم کا ایک مخملیں ڈبہ دیا اور فرمایا ''اس کو زیور سے بھر کر ناصرہ کو دینا''۔

1982ء میں جب مسجد بشارت سپین کا افتتاح ہوا تو آپ کو بطور قائمقام امیر جماعت یوکے خدمت کا موقع ملا۔ سالہاسال تک اطفال کی پندرہ روزہ کلاس کے انچارج رہے۔

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو پہلا پریس سیکرٹری مقرر فرماتے ہوئے ایک خوبصورت رائٹنگ فولڈر اور پین دیا۔ اس کے ایک کونے پر خود ہی آپ کا نام لکھ کر دستخط کئے۔ 1986ء کے جلسہ سالانہ پر حضورؒ نے آپ کو انٹرنیشنل پریس سیکرٹری کا عہدہ تفویض کیا۔ اس شعبہ میں کام کرتے ہوئے آپ نے اپنی ٹیم کو ساتھ ملاکر سالانہ سینکڑوں خطوط لکھے۔ پریس ریلیز لکھیں۔ اہم خبروں کے تراشے محفوظ کئے۔

رشید احمد صاحب ایک خاموش، محنتی اور بے نفس انسان تھے جن کی زندگی کا مقصد خلیفۂ وقت کی اطاعت میں کام کرنا تھا۔ بیرونی جماعتوں کے آرڈر پورے کرنے کے لئے کتب کی ترسیل، بل بنا کر رقوم کی وصولی اور اندراج اور پوسٹ آفس جاکر کتابوں کو پوسٹ کرنا بہت محنت طلب تھا۔ دس سال تک اخبار احمدیہ کے مینیجر بھی رہے۔ برطانیہ میں رسالہ 'لاہور' کی ترسیل کی ذمہ داری تادم مرگ ادا کی۔ اتنی مصروفیت کے باوجود بچوں کو بھرپور وقت دیتے۔ عاجزہ کو لمبا عرصہ لجنہ کی نیشنل عاملہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ رشید احمد صاحب ہمیں اپنی کار میں دورہ جات کے لئے لے کر جاتے۔ ہماری رپورٹس کا ترجمہ کرتے۔ لجنہ و ناصرات کی تربیتی کلاسوں میں تعاون کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر 1985ء میں اسلام آباد (یوکے) میں ہونے والی انٹرنیشنل لجنہ کلاس کے انچارج بھی رہے۔

1991ء میں ہم قادیان گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ وہاں قیام کے دنوں میں رشید صاحب کی اپنی فیملی کے ساتھ صرف دو تین بار ملاقات ہوئی۔ قادیان سے آپ پریس والوں کے ساتھ دلّی چلے گئے اور ہمیں ایک قافلہ کے ہمراہ پاکستان بھیج دیا۔ پاکستان سے روانگی کے وقت بھی آپ اپنے کاموں کی وجہ سے ہمیں کراچی میں ہی چھوڑ کر لندن آگئے۔

آپ کو گردہ میں پتھری کی بیماری ورثہ میں ملی تھی۔ بلڈپریشر، بواسیر اور کئی دواؤں کے سائیڈ ایفیکٹ مزید پیچیدگیاں پیدا کرتے رہے۔ پھر ہارٹ اٹیک بھی ہوا۔ چونکہ پورا آرام نہیں کرتے تھے اس لئے طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی۔ دل کی تکلیف خاموشی سے اتنی بڑھی کہ ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ آپ کی زندگی کے دن پورے ہوچکے ہیں۔ جب یہ پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تک پہنچا تو حضورؒ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ صرف آپ کے خاندان کو ہی نہیں، جماعت کو بھی ان کی بہت ضرورت ہے، انہوں نے ابھی بہت کام کرنے ہیں۔ پھر حضورؒ نے ایمرجنسی میں آپ کے دل کے آپریشن کے پرائیویٹ طور پر انتظامات کروائے۔ مجھے بلاکر فرمایا: پیسوں کی فکر نہ کرنا، ضرورت ہو تو مجھے بتانا۔ مَیں نے عرض کی کہ پیسوں کا انتظام انشاءاللہ ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے گھر آگئے۔

1993ء میں ایک اخبار میں کوئز جیتا اور بطور انعام ہم دونوں کو آسٹریلیا کے ٹکٹ مل گئے۔ الفضل انٹرنیشنل کے اجراء کے وقت آپ کو غیرمعمولی محنت کرنی پڑی۔ آپ کی ادارت میں یہ اخبار جاری ہوگیا۔

2002ء میں ہمیں عمرہ کی سعادت عطا ہوئی۔ 2004ء میں ہم نے قادیان اور انڈیا کے بعض مقامات کا سفر کیا۔ 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ قادیان تشریف لے گئے تھے کہ 25 دسمبر کو رشید احمد صاحب کی طبیعت خراب ہوئی۔ ڈاکٹر نے گھر آکر دیکھا اور ایمبولینس منگوائی لیکن آپ نے جانے سے انکار کردیا کہ کرسمس والے دن سٹاف کم ہوتا ہے۔ 26 دسمبر کو حضور انور نے جلسہ سالانہ قادیان سے خطاب فرمایا تو رشید احمد صاحب نے نوٹس لے کر پریس ریلیز تیار کرکے اخبارات کو بھجوائی۔ طبیعت میں کچھ بہتری محسوس ہورہی تھی لیکن 28 دسمبر کو طبیعت کافی خراب ہوگئی کہ حضور انور کا خطاب بھی براہ راست نہیں سُن پائے۔ 29 دسمبر کو ایمبولینس منگواکر ہسپتال چلے گئے۔ راستہ میں ہی طبیعت بہت بگڑگئی۔ ہسپتال پہنچ کر پتہ چلا کہ گردوں میں پوٹاشیم کا لیول بہت ہی زیادہ ہوچکا تھا۔ اُسی رات قریباً آٹھ بجے آپ وفات پاگئے۔ نماز جنازہ 5 جنوری 2006ء کو ادا کی گئی اور بروک وُڈ قبرستان کے قطعہ موصیان میں تدفین عمل میں آئی۔ بعدازاں حضور ایدہ اللہ نے نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 16, 2015 – January 22, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 16, 2015

00:20	World News
00:40	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:20	Yassarnal Quran
01:40	Peace Conference: Recorded on November 08, 2014.
03:10	Spanish Service
03:50	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 03, 1998.
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Hazoors visit to Roehampton University: Recorded on April 16, 2007.
08:00	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
11:55	Maidane Amal Ki Kahani
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:35	MTA Variety
15:55	Dua-e-Mustajaab
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Hazoors visit to Roehampton University [R]
19:25	Open Forum
20:00	MTA Variety
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday January 17, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Hazoors visit to Roehampton University [R]
02:15	Friday Sermon: Recorded on January 16, 2015.
03:25	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Qadian Final Speech: Recorded on December 28, 2010.
08:00	International Jama'at News
08:40	Question And Answer session: Recorded on May 24, 1997. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	MTA Variety
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana Qadian Final Speech [R]
19:30	Faith Matters
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday January 18, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Qadian Final Speech [R]
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on January 16, 2015.
04:05	MTA Variety
04:50	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal: Recorded on November 23, 2014.
08:00	Faith Matters
09:05	Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996. Part 2.
10:00	Live Asr-e-Hazir
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on December 20, 2013.
12:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 16, 2015.
14:10	Shotter Shondhane
15:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal [R]
16:25	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-nau Atfal [R]
19:35	Faith Matters
20:40	Roots To Branches
21:10	In Depth
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday January 19, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqf-e-nau Atfal [R]
02:30	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon [R]
04:10	Open Forum
04:50	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat
06:15	Al-Tarteel
06:45	Jalsa Salana USA Concluding Address: Recorded on June 22, 2008.
08:15	International Jamaat News
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on September 05, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on September 28, 2014.
10:55	MTA Variety
11:30	Seerat-un-Nabi
12:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	MTA Variety
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana USA Concluding Address [R]
19:55	Somali Service
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2009.
22:55	MTA Variety
23:30	Seerat-un-Nabi

Tuesday January 20, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana USA Concluding Address [R]
02:55	Kids time
03:20	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2009.
04:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:15	Ilmul Abdaan
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 395.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-nau Atfal: Recorded on November 23, 2014.
08:00	Alif Urdu
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session [R]
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 16, 2015.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Aadab-e-Zindagi
13:35	Noor-e-Mustafwi
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:35	MTA Variety
16:05	Press Point
17:10	Alif Urdu
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 16, 2015.
20:30	Alif Urdu
21:00	Aadab-e-Zindagi
22:00	From Democracy To Extremism
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday January 21, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:00	Noor-e-Mustafwi
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
02:30	Alif Urdu
02:55	Press Point
03:55	MTA Variety
04:30	Australian Service
05:00	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Al-Tarteel
07:10	Jalsa Salana Bangladesh: Recorded on February 06, 2011.
08:15	MTA Variety
09:10	Question And Answer Session [R]
10:30	Indonesian Service
11:30	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 16, 2015.
12:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:50	Al-Tarteel
13:25	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2009.
14:15	Bangla Shomprochar
15:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
16:35	Faith Matters
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Jalsa Salana Bangladesh [R]
19:35	French Service: Horizons d'Islam
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:55	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2009.
22:50	Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 22, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Bangladesh [R]
02:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
02:55	MTA Variety
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:40	Yassarnal Quran
07:10	Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque: Recorded on October 16, 2008.
07:40	Aadab-e-Zindagi
08:50	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 10, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:05	Tilawat
12:20	Seerat-un-Nabi
12:50	Yassarnal Quran
13:05	In Depth
14:00	Friday Sermon [R]
15:10	Seerat-un-Nabi
15:40	Alif Urdu
16:00	Persian Service
16:35	Tarjamatul Quran Class [R]
17:45	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Faith Matters
19:30	Live German Service
20:35	Alif Urdu
20:55	Tarjamatul Quran Class [R]
22:15	Seerat-un-Nabi

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 09 January , 2015 | Issue No. 02

دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو اللہ تو کرتی ہے لیکن نہ ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی حقیقت معلوم ہے، نہ ہی انہیں اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ نہ ہی محبت الٰہی کے حصول کے طریق کا انہیں ادراک ہے۔ نہ انہیں یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ نہ انہیں یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات کس طرح ظاہر ہوتے ہیں یا اس زمانے میں بھی ہو سکتے ہیں یا پرانے قصے ہی تھے۔ آج اس زمانے میں یہ احمدی مسلمان ہیں جو اِن باتوں کا صحیح اِدراک رکھ سکتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ان باتوں کی حقیقت کھول کر بیان فرمائی ہے۔ پس اس حقیقت کو جاننا ہر احمدی کے لئے بہت ضروری ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں مزید فہم و اِدراک حاصل کرے اور اس میں بڑھتا چلا جائے، تا کہ خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کی معرفت، اللہ تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حاصل کرنے کے ذرائع کے بارہ میں بصیرت افروز خطاب

جلسہ سالانہ جرمنی میں 72 ممالک کے 33 ہزار 171 افراد کی شمولیت

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت اور محبت اور قرب حاصل ہو اور ہم اس سونے کی کان سے حقیقی رنگ میں فائدہ اٹھا سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے نکالی ہے اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی اس کو حاصل کر کے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 15 جون 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کالسروئے جرمنی میں اختتامی خطاب

قسط نمبر 2 (آخری)

پھر اللہ تعالیٰ اپنے مقرّبوں سے یا بعض دفعہ جن کو قرب کا گواہ بنانا چاہتا ہے کس طرح انہیں خبریں دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

''خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اِس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں درنہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلا شبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی''۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کا یہ اثر جماعت احمدیہ کے افراد پر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تائیدات کو بتانے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ تم سے کتنا پیار کرتا ہے، بعضوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بعض خبریں بتا دیتا ہے۔ کل ہی عربوں کے ساتھ جو ملاقات تھی اس میں ایک عرب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ نہ مجھے جانتے تھے نہ ان سے میرا کوئی تعارف تھا لیکن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی زندگی میں آخری دنوں میں دیکھ لیا کہ آئندہ خلیفہ کون ہو گا اور مجھے پتا لگا کہ تمہاری شکل میرے سامنے آ گئی۔

پھر قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں۔

اس بارہ میں خطبہ الہامیہ میں یہ لکھا ہوا ہے:

''اِنَّ الضَّحَایَا ھِیَ الْمَطَایَا تُوْصِلُ اِلٰی رَبِّ الْبَرَایَا وَتَمْحُو الْخَطَایَا وَتَدْفَعُ الْبَلَایَا۔ ھٰذَا مَا بَلَغَنَا مِنْ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ۔'' قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 45)

پھر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا کی طرف دوڑو اور تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ ایسے گھوڑوں کو چھوڑو جو لنگڑا کے چلتے ہیں تا اپنے خدا کو ملو۔ خدا کی طرف منقطع ہو جانا عادت پکڑو تا خدا کا وصال اور اس کا قرب تمہیں عنایت کیا جائے اور اسباب کو توڑ دو تا کہ تمہارے لئے اسباب پیدا کئے جائیں۔ (خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 72-71) دنیا کے اسباب کو چھوڑو اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو تو یہ دنیا کے اسباب بھی تمہاے لئے پیدا کئے جائیں گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے خدا تعالیٰ کے پیاروں کے نمونوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ خود ہی اپنے قوت بازو سے تم کچھ حاصل کر لو گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کے لئے ہے۔ اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کے لئے۔ عمارت ہے تو دنیا کے لئے۔ بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیاداروں کے قرب کے لئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے (ہم مسلمان ہو گئے بس اتنا کافی ہے؟)'' یا وہ بلند غرض ہے؟ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلّی پاتا ہے۔''

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 294)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک تمنّا ہوتی ہے لیکن کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ ساری تمناؤں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مقدم نہ کر لے۔ ولی قریبی اور دوست کو کہتے ہیں۔ جو دوست چاہتا ہے وہی یہ چاہتا ہے تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57)۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش رکھے تب وہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا اور خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے بن جائے گا۔''

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ 396۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

جب اس مقصد کو پہنچ لو گے کہ عبادت کرنی ہے۔ دوسروں سے بڑھنا ہے تو پھر خدا کے مقرب بن جاؤ گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 444۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

اور اقام الصلوٰۃ نمازوں کی بروقت ادائیگی ہے۔ باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنا، بروقت ادا کرنا، بغیر ناغے کے اور سنوار کر ادا کرنا، یہ اقام الصلوٰۃ ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم جب خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس شرط کو بھی پورا کرتے ہیں کہ نہیں؟ یہ تو اس کی بنیادی چیز ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔ صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں۔ یہ قرب کی کنجی ہے۔ اسی سے کشوف ہوتے ہیں۔ (نمازیں اچھی طرح ادا کی جائیں تو یہی اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہیں۔) اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں۔ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کو اچھی طرح سمجھ کر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے۔ (رسم اور عادت سے پیار کرتا ہے۔) جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 446۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پھر ایک جگہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے طریق بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی۔ (النجم: 38)۔ کہ ابراہیم وہ ابراہیم ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور ہر ذلت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں